جارج سیل کے مقدمہ قرآن کا ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر ابرار محی الدین مرزا *

George Sale is considered an authentic western translator of the Holy Quran. This translation named "The Koran Commonly Called Al-Koran of Mohammed" In this article we discussed the same author and (some part of this translation) its prolegomena called "Preliminary discourse"First section of the prolegomena is titled "of the Arabs before Muhammad". In this chapter writer narrated the history of Arabs. In his narration writer seemed a Punster when he created uncertainty by using the ambiguous words.

Section II deal with the condition of the Christianity and Judaism. Section III, IV and V have the headings "of the Koran the Peculiarities of the Book" , "of the Doctrines and Positive Precepts of the Koran" and "of certain negative Precepts in the Koran" in succession one after the other. In these chapters writer expressed his views about the qualities and compilation of the Holy Quran. According to his views some Quranic orders are an imitation of the Jewish teachings.

جارج سیل کا مختصر سوانحی خاکہ

دسمبر ۲۰۰۱ء میں سیارہ ڈائجسٹ نے ایک قرآن نمبر تین اجزا میں شائع کیا بڑا قابل قدر علمی کام تھا۔ جدید و قدیم اہل علم کی تحریریں تھیں معلوماتی مضامین تھے اللہ تعالیٰ ادارے کی اس کاوش کو قبول فرماوے (آمین)۔

اس نمبر کی دوسری جلد میں ایک مضمون جس کا عنوان ''قرآن مجید کے انگریزی تراجم'' تھا اور مضمون نگار ہندوستان کی علمی دنیا کے معروف عالم صاحب قلم مصنف اور سلسلہ تصوف میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مرید مولانا عبدالماجد دریا آبادی تھے۔ مولانا مرحوم علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ مروجہ علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مغربیت کو چونکہ انہوں نے بڑے قریب سے دیکھا تھا

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس لیے مغربیت کے بڑے نقاد تھے۔حقیقت یہ ہے کہ آپ کی انگریزی تفسیر قرآن جسے پہلے ''تاج کمپنی'' نے دوحصّوں میں اسے اس کی حیثیت کے مطابق چھاپا تھا مگر اب ''دارالاشاعت کراچی'' والوں نے چار جلدوں میں اس کی حیثیت کے مطابق طبع نہیں کیا یہ انگریزی تفسیر مغربیت کے علاوہ دیگر مذاہب پر بالخصوص یہودیت اور عیسائیت پر معلومات کا ایسا بہترین ذخیرہ ہے جس کا اس پہلو کے لحاظ سے ابھی تک کوئی بدل سامنے نہیں آیا۔مذکورہ عنوان کے تحت اپنے مضمون میں مستشرقین کے انگریزی تراجم کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

> ''انگریزی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ (قرآن) جو دراصل لاطینی ترجمہ کا ترجمہ تھا۔۱۶۴۸ء سے ۱۶۸۸ء تک شائع ہوا۔اب گویا یہ ناپید ہے دوسرا ترجمہ جارج سیل کے قلم سے لندن میں ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔اس کی مقبولیت کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس وقت سے اب تک برابر اس کے ایڈیشن پر ایڈیشن نکلتے چلے جارہے ہیں۔اس کی اتنی ہردلعزیزی قائم رہ جانا عجائبات میں سے ہے۔لیکن سیل کا ترجمہ اس کا غیر مستحق ہے بھی نہیں اوّل تو اس مترجم کو کلام پاک کے ساتھ اچھی خاصی ہمدردی ہے۔اس کی عظمت کا وہ دل سے قائل ہے۔(عجب نہیں کہ در پردہ مسلمان ہوگیا ہو)''(۱)۔

ہمارا ذاتی مطالعہ بتاتا ہے کہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی (تمام تر علمی گہری اور گیرائی کے باوجود) ان کے اس نقطۂ نظر سے اتفاق کرنا شاید مشکل ہے۔جارج سیل قرآن کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔اور ترجمہ میں ان کا کیا منہج ہے۔ہم یہاں مترجم موصوف اور ان کے اس ترجمہ کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

آپ ۱۶۹۷ء کے لگ بھگ کینٹ(Kent) میں پیدا ہوئے جو انگلینڈ کے جنوب مشرق کا ایک شہر ہے۔آپ کے والد کا نام سیموئیل سیل (Samuel Sale) تھا جو لندن کے رہائشی اور اپنے وقت کے مشہور تاجر تھے۔۱۷۲۰ء میں آپ نے انرٹیمپل (Innertemple) میں داخلہ لیا اور پھر کنٹربری (Canterbury) کے کنگز سکول (Kings School) سے تعلیم حاصل کی۔آپ کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک سوانح نگار والٹیئر (Voltaire1778) نے دعویٰ کیا ہے کہ سیل نے عربی زبان اور عرب تہذیب وثقافت کے مطالعہ ومشاہدہ کے لیے پچیس برس جزیرہ نما عرب میں بسر کیے۔ یہ دعویٰ تاریخی حقائق اور ٹھوس شواہد کی بنا پر مسترد کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کہ آپ کی کل عمر تقریباً چالیس سال ہوئی آپ نے اس عرصے میں قانون کی تعلیم بھی حاصل کی قانون کی پریکٹس بھی کی اور تصنیف کا کام بھی کیا اسی صورت حال میں پچیس برس عربوں کے درمیان عربی کی خاطر ٹھوس مؤقف دکھائی نہیں دیتا۔ جبکہ آپ کی عربی دانی کے بارے میں کئی محققین نے شبہ بھی ظاہر کیا ہے۔ آگے چل کر ہم اس پر بھی بحث کریں گے کہ سیل کی عربیت کے بارے میں شکوک کیوں ظاہر کیے گئے۔ وہیں ہم اس کا جواب دینے کی کوشش بھی کریں گے۔

کہا جاتا ہے کہ ڈاڈیچی (Mr. Dadichi1734) نے سیل کو عربی کے علاوہ اکثر مشرقی زبانوں کا فلسفہ پڑھایا تھا۔ ان زبانوں کے تانے بانے اور پیچیدگیاں سیل نے ڈاڈیچی سے ہی سیکھی ہیں۔ ڈاڈیچی شہنشاہ وقت کا مترجم اور الیپو (Alepo) کا ایک یونانی عالم تھا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جس سال سیل کنگز سکول سے فارغ ہوئے تو انطاکیہ کے بطریرک (Patriarch) نے سولومن نیگری (سلیمان السعدی) کو دمشق سے لندن بھیجا تا کہ وہاں ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جائے جو وہاں عیسوی علوم کی ترویج کرے اس کی بنیاد مڈل ٹیمپل (Middle Temple) میں رکھی گئی تھی۔ یہاں سے عہد نامہ جدید کا عربی ایڈیشن شائع ہوا جو شامی عیسائیوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا۔ قیاس کیا گیا ہے کہ السعدی سیل کے پہلے عربی استاد تھے کیونکہ سیل بھی اس سوسائٹی کے بانیوں میں شمار ہوتے تھے۔ مندرجہ بالا سوسائٹی کے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ ۳۰ اگست ۱۷۲۶ء کو سیل کو ان افراد میں شامل کر لیا گیا جو عہد نامہ جدید کے عربی ایڈیشن کی تصحیح کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ سیل اس سوسائٹی کے سب سے بڑے مددگار تھے اور اس مجلس کے مختار قانونی کے علاوہ کئی معزز عہدوں پر فائز رہے۔ ایڈورڈ ڈینی سن روث (E. Danison Ross1940) نے والٹیئر کی مندرجہ بالا کہاوت کو رد کرتے ہوئے کہا اسی قسم کے قصوں نے اکثر سوانحی ادب کو داغدار کیا ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ والٹیئر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ سیل نے قانونی پیشہ ترک کر دیا تھا اس

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بیان کے رد کے لیے خود سیل کا وہ قول کافی ہے جو اس نے ''قاری سے خطاب'' کے عنوان سے تحریر کیا تھا جس میں سیل کہتے ہیں ''قرآن کو دیر سے شائع کرنے کا ایک سبب یہ تھا کہ یہ فریضہ پیشہ قانون کے تھکا دینے والے اشغال سے فارغ اوقات میں ہی سرانجام دیا جا سکتا تھا۔

مندرجہ بالا سوسائٹی کا ہفتہ وار اجلاس ہوتا تھا۔ یہی کمیٹی فیصلہ کرتی تھی کہ کون سا تحقیقی کام سوسائٹی کے اخراجات پر شائع کیا جائے گا اور اس کام کی قیمت کیا ہوگی۔ کتاب کی فروخت سے جب طباعت کی لاگت پوری ہو جاتی تھی تو اس کی ملکیت مصنّف کی طرف منتقل کر دی جاتی تھی۔

جارج سیل اس منصوبہ کو زیادہ کامیاب نہ بنا سکے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ شہر میں اس قسم کی ایک اور سوسائٹی معرض وجود میں آ گئی اور اہل علم کی توجہ اس طرف زیادہ ہوگئی۔ دوسرے ۱۷۳۶ء میں جارج سیل سخت بیمار ہوگئے۔ صرف آٹھ دن بیمار رہنے کے بعد ۱۳ نومبر کو وفات پا گئے۔ آپ کی عمر چالیس برس سے کچھ کم تھی اس وقت آپ اپنے گھر سٹرینڈ (Strand) کے مقام سورے سٹریٹ (Surrey-Street) میں تھے۔

آپ کو سینٹ کیمنٹ دینز (St. Clement Danes) کے قبرستان میں دفن کیا گیا آپ کا کنبہ بیوی اور پانچ بچوں پر مشتمل تھا آپ کا ایک بیٹا آکسفورڈ کے نیو کالج کا تعلیم یافتہ تھا جہاں وہ فیلو بن گیا تھا۔ بعد میں اسے ونچسٹر کالج (Winchester College) کی فیلوشپ کے لیے بھی منتخب کر لیا گیا تھا۔ جارج سیل کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحت مند قد کاٹھ کا ایک خوب صورت انسان تھا۔ وہ بڑا ماہر مباحثہ اور جدلی ذہن کا مالک تھا۔

یہ قدرت کا عجیب مظہر ہے کہ غربت جو اکثر محققین کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے جارج سیل کو اس لعنت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ مختلف زبانوں پر آپ کا عبور قدرت کا انمول تحفہ تھا جو اس نے کھل کر آپ پر نچھاور کیا تھا۔ آپ کی لائبریری بہت قیمتی تھی اس میں بے شمار نایاب اور خوب صورت مسّودات تھے جو فارسی، ترکی اور عربی کے علاوہ کئی دوسری زبانوں پر مشتمل تھے۔ لہٰذا جارج سیل نے ''قاری سے خطاب'' میں جب یہ کہا ''مجھے پبلک لائبریریوں سے استفادہ کا موقعہ نہیں ملا میں نے ''ابتدائی خطبہ'' میں جن مسودات کو پیش نظر رکھا وہ سب میری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں......تو مجھے کوئی حیرانگی نہیں ہوئی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان مسودات کی (جو اس تفسیر کا مآخذ اوّل ہیں) فہرست جارج سیل کی اجازت سے شائع ہوگئی ہے۔اس کا عنوان ہے''ایک عمدہ ذخیرہ ترکی، عربی اور فارسی کے نرالے مسودات کا جو عالم مخترع مرحوم جارج سیل کی لائبریری سے جمع کیے گیے، جواب لوتھ بری (Lothbury) کے رہائشی مسٹر ولیم ہیمرٹن (Mr. William Hammerton) تاجر کی ملکیت ہیں۔ جب تک انہیں بیچ نہیں دیا جاتا یا کہیں اور منتقل نہیں کیا جاتا، ہر بدھ اور جمعہ کو ان کی زیارت کی جاسکتی ہے۔ یہ تمام مسودات یک مشت فروخت کئے جائیں گے نہ کہ علیحدہ علیحدہ''۔

ان مسودات کو فوری طور پر آکسفورڈ کے ریورنڈ تھامسن ہنٹ (Rev. Thomas Hunt) نے ریڈکلف (Radcliffe) لائبریری کے لیے خرید لیا۔ مگر اب یہ مسودات مستقل طور پر بوڈلین (Bodlein) لائبریری میں رکھ دیئے گئے ہیں برٹش میوزیم میں اس فہرست کی ایک نقل موجود ہے۔ یہ فہرست انگریزی اور فرانسیسی بالمقابل دو زبانوں میں ہے ان کی تعداد چھیاسی ہے، عربی مسودات کی تعداد کم ہے لیکن ترکی اور فارسی تواریخ کے عمدہ مسودات کی تعداد زیادہ ہے۔ جارج سیل کے انگریزی ترجمہ قرآن کے علاوہ ان کا جو مزید علمی کام چھپ چکا ہے۔اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ "The General Dictionary" یہ بڑے سائز کی دس جلدوں پر مشتمل ہے۔اس ضخیم وجیم کام میں بیلے (Bayle) بھی آپ کا شریک کار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ بیلے کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا، جارج سیل نے اس میں بھی ہاتھ بٹایا۔

جب آفاقی تاریخ لکھنے کا پروگرام بنایا گیا تو جارج سیل ان لوگوں میں شامل تھا جو اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔ آپ کے معاونین میں سوئٹن (Swinton) تھا جو مشہور زمانہ ماہر آثار قدیمہ تھا۔ لیکن دماغی غیر حاضری کے لیے بھی شہرت رکھتا تھا۔ شیل ووک (Shelvocke) تھا جو بنیادی لحاظ سے تو بحریہ کا آفیسر تھا مگر وسیع معلومات کا خزانہ اور نہایت زیرک انسان تھا۔ ایک اور نام کیمپ بیل (Campbell) کا تھا جو بہت محنتی کارکن تھا۔ ایک منفرد شخصیت جارج سالمنزار (George Psalmanzar) کی تھی۔ آرکی بالڈ باور (Archibald Bower) بھی تھا جو بعد میں ناقابل رشک بدنامی کا نشانہ ثابت ہوا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس تاریخ عالم کا جو حصّہ سیل نے لکھا وہ تھا ''تعارف'' یہ تکوین کائنات پر مشتمل تھا۔ اس کا مابعد باب مکمل طور پر یا اس کا اکثر حصّہ بھی اسی کے ذمہ تھا۔ یہ طوفان نوح کے بیانیہ واقعات پر مشتمل تھا۔ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں جارج سیل نے مکمل واقفیت کا ثبوت دیا۔ اگرچہ آپ کے اسلوب میں شائستگی نہیں ہے لیکن وہ غیر مبہم ضرور ہے۔

فرانسیسی زبان میں ایک ڈکشنری ترتیب دی گئی ہے جس میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو رجعت پسند نظریات کے داعی تھے۔ اس ڈکشنری میں جارج سیل پر یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ تاریخ بیان کرتے وقت اس نے ایسا نظام اپنایا ہے جو روایات اور مقدس کتابوں کے خلاف ہے۔ تخلیق کائنات کے بارے میں اس نے جو معلومات پیش کی ہیں ان سے ملحدانہ نظریات کو فروغ دینے کی کوشش ہے۔ آر۔اے۔ڈیون پورٹ (R. A. Devenport) فرماتے ہیں۔

> ''معترض نے اس مضمون کو پڑھا ہی نہیں جس پر تنقید کر رہا ہے۔ جارج سیل کا تعارف اور بعد والا مضمون اس تنقید کی مکمل نفی کرتا ہے۔ یا تو یہ صاحب عاقبت نا اندیش جاہل ہے یا محض افتراء پرداز جو اپنے دل کا بغض و کینہ ظاہر کر رہا ہے''۔

آپ پروٹسٹنٹ نقطۂ نظر کے حامل تھے۔ آپ پر رجعت پسندی کی تہمت کیوں لگی اس کے لیے اس دور کے برطانوی معاشرے کا پس منظر جاننا بڑا ضروری ہے جس کا ہلکا سا خاکہ پیش خدمت ہے۔ سیل (۱۶۹۷ء تا ۱۷۳۶ء) نے جس دور میں ہوش سنبھالا اس دور میں برطانوی معاشرے کی کوئی اکائی صحت بخش نہ تھی۔ سیاسی انارکی، معاشی بدحالی اور مذہبی تناؤ نے معاشرے میں گھر کیا ہوا تھا۔ ان میں بھی مذہبی تناؤ اپنی آخری سرحدوں کو چھو رہا تھا۔ معاشرہ اس حد تک کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مذہبی فرقہ بندی میں تقسیم تھا کہ اہل اقتدار بھی اس مذہبی جدلیت میں پوری طرح ملوث تھے۔ سکاٹ لینڈ کے لوگ کیتھولک مذہب کے پیروکار تھے جبکہ انگلینڈ اور آئیرلینڈ کے لوگ پروٹسٹنٹ تھے۔ پھر پروٹسٹنٹ کا ایک ذیلی فرقہ یعقوبیہ زیادہ طاقت ور تھا۔ سیل کی پیدائش سے لے کر کچھ عرصہ پہلے جیمز دوم (۱۶۸۵ء تا ۱۶۸۸ء) کے دور میں یہ مذہبی تناؤ زیادہ بڑھ چکا تھا جیمز خود کیتھولک تھا اور اس کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ترویج کا جنون کی حد تک خواہاں تھا وہ پروٹسٹنٹ کو ناپسند کرتا تھا۔ اگر چہ اس کے دور میں پارلیمنٹ بڑی حد تک اس کی حامی تھی لیکن جب اس نے کیتھولک مذہب کے لیے مراعات کی خواہش کی تو پارلیمنٹ نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اس پر اس نے کیتھولک ازم کی مدد کا ایک دوسرا راستہ پیدا کیا اور کیتھولک پادریوں کی ایک عدالت قائم کی جو (Court of Eccleosiatical Commission) کہلاتی تھی جسے عوام میں کوئی پذیرائی حاصل نہ ہوئی اور جس کا مقصد پروٹسٹنٹ پادریوں اور عوام پر دباؤ قائم کرنا تھا۔ اس کے دور میں پارلیمنٹ اور بادشاہ کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے۔ اس کے بعد جب ولیم (۱۶۸۸ء تا ۱۷۰۲ء) برسر اقتدار آیا تو اس نے برطانوی تاریخ کے دو بڑے اہم کام سرانجام دیئے۔

(i) اس نے پارلیمنٹ کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنایا اور بادشاہ کے بہت سے مالی اختیارات پارلیمنٹ کو سونپ دیئے

(ii) اس نے پروٹسٹنٹ کو مکمل آزادی دے دی لیکن کیتھولک اور یونیٹیرین (Unitarions) کی آزادی محدود رکھی۔ اس مقصد کی خاطر اس نے ایک ایکٹ ”ضابطۂ برداشت“ (Act of Toleration) نافذ کیا۔

ان اقدامات نے سکاٹس (کیتھولک) اور انگلش (پروٹسٹنٹ) کے درمیان تناؤ اور بڑھا دیا [۲] یہ تناؤ اس قدر بڑھا کہ ولیم دوم کی سربراہی میں پروٹسٹنٹ اور جیمز دوم کی سربراہی میں کیتھولک کے درمیان ۱۶۹۰ء میں آئرلینڈ میں باقاعدہ معرکہ آراء ہوئی جس میں شکست کے نتیجے میں جیمز دوم کو ملک بدر ہونا پڑا یہ تو مذہبی صورت حال تھی۔

ملک کی سیاسی صورت حال بھی شرمناک حد تک خراب تھی۔ سیاسی انتقام ملک کا کلچر تھا۔ جس کی سب سے بری شہادت وہ طرز عمل ہے جو کرامویل اوّل (۱۶۴۹ء تا ۱۶۵۸ء) نے اقتدار سنبھالنے کے بعد معزول شاہ چارلس اوّل کے ساتھ روا رکھا اس کو موت کی سزا دی گئی تھی۔ بات یہیں ختم نہ ہوئی بلکہ جب چارلس اوّل کے بیٹے چارلس دوم (۱۶۶۰ء تا ۱۶۸۰ء) جب کرامویل اوّل کے مرنے کے بعد اقتدار سنبھالا تو اس نے پہلا کام یہ کیا کرامویل اوّل کی قبر کھدوا کر اس کی لاش کو پھانسی لگوا کر اپنے باپ کا بدلہ لیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بادشاہ خزانے پر صوابدیدی اختیار رکھتا تھا اور تمام ٹیکسز اسی کے حوالے سے وصول کیے جاتے تھے۔ لیکن ۱۶۸۸ء میں پارلیمنٹ نے ایک قانون میثاق حقوق (Declaration of rights) پاس کیا۔ جس میں بادشاہ پر پابندی لگادی کہ وہ ٹیکس وصول نہ کیا کرے گا(۳)۔

ولیم سوم کے دور میں پارلیمنٹ کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا تھا۔ جارج اوّل (۱۷۱۴ء تا ۱۷۲۷ء) کے دور میں پارلیمنٹ کے اختیارات میں بے تحاشا اضافہ کیا گیا۔ جس میں یہ تک طے کیا گیا کہ بادشاہ انگلینڈ، سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ سے باہر جانے کے لیے پارلیمنٹ سے اجازت کا پابند ہوگا۔ جبکہ بادشاہی کا معیار یہ ہو گیا تھا کہ بادشاہ جارج اوّل سیاسی سوجھ سے قطعی نابلد تھا حتیٰ کہ وہ انگریزی زبان بھی نہ جانتا تھا۔ کابینہ کی صدارت اس کا وزیراعظم سر رابرٹ وال پولز (Sir Robert Walepole) کیا کرتا تھا یہ شخص صاحب بصیرت اور معیشت کا ماہر تھا جس نے ۱۷۴۲ء میں حالات سے دل برداشتہ ہو کر استعفیٰ دے دیا تھا۔

اس دور میں بادشاہ کے لیے پروٹسٹنٹ مسلک اپنانا ضروری قرار دیا گیا اور پارلیمنٹ نے یہ طے کر دیا کہ اگر بادشاہ پروٹسٹنٹ مذہب چھوڑے گا تو وہ معزول تصور ہوگا۔ اگر وہ کیتھولک میں شادی کرے گا تو تب بھی تخت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ if a person having succeeded to the english throne turned apapist ir married a papist,he /she was to vocate thethrone(4)

یہ اس دور کی سیاسی صورت حال تھی۔

معاشی صورت حال بھی کوئی اچھی نہ تھی۔ یہودی برطانیہ کی اکانومی پر قبضہ کے لیے کوشاں تھے۔ اگرچہ ۱۲۹۰ء میں شاہ انگلستان کنگ ایڈورڈ اوّل کے قتل کے الزام میں یہودیوں کو انگلستان سے نکال دیا گیا تھا۔ ۱۶۴۹ء میں کرامویل اولیور نے ان کو دوبارہ داخلے کی اجازت دے دی۔ سترھویں صدی کے آخر میں انہوں نے جعلی کرنسی کے ذریعے برطانوی اکانومی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ولیم سوم کے زمانے میں اکانومی کا مصنوعی سہارا لے کر انہوں نے حکومت تک رسائی حاصل کی اور بینک آف انگلینڈ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور جعلی اور پرانے سکوں کی جگہ انہوں نے نئے سکوں کا اجراء

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کر کے برطانوی معاشی حالت پر اپنا قبضہ مزید مضبوط کر لیا۔ جس میں لوگوں کو سودی قرضوں کا اجراء شروع کیا گیا۔ یہ قرضے حکومتی اثر ورسوخ بڑھانے کے لیے حکومتی ضمانت پر دیئے جاتے تھے(۵)۔

اس تفصیل سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ملک سیاسی انتقام اور مسلکی تعصب پورے زور پر تھا۔ یہودیوں نے اپنے آپ کو ملک کی ایک معاشی ضرورت ثابت کر دیا تھا۔ دار الامرا (House of Lord) کی موجودگی سیل کی سوچ اور مزاج میں پوری پوری دخیل تھی، پارلیمنٹ کے مزاج کے مطابق موصوف پروٹسٹنٹ مکتب فکر کے حامل تھے۔ امرانوازی بھی مزاج کا پورا حصہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اس دور کی امراءنوازی کے رجحانات کے مطابق اپنے ترجمہ قرآن کو آنریری لارڈ جان کارٹیرٹ (Right Hen. John Cartert) کی طرف منسوب کیا جو غالباً آپ کے علاقے کیبڑے نواب تھے۔ یہ ۱۸۹۱ء کے ایڈیشن میں ''انتساب'' کے عنوان سے یوں شامل ہے۔

آنریری لارڈ لائٹ جان کارٹیرٹ
یکے آز سرداراں پریوی کونسل کے نام
مخدومی!

یہ ایک حقیقت ہے کہ برخلاف اس عزت وتوقیر کے جو عموماً ایسی شخصیات کو دی جاتی ہے اور یقیناً وہ اس عزت افزائی کے مستحق بھی ہوتی ہیں جنہوں نے ریاستوں کی بنیاد ڈالی اور قانون کے ایسے ادارے تشکیل دے کر عوام پر احسان کیا جن کی ترقی سے عوام کو خوش حالی نصیب ہوئی اور انہیں احترام سے ہم کنار کیا گیا۔ مگر عربوں کے قانون ساز سے ایک مختلف انداز سے سلوک کیا گیا یہ طریقہ ان لوگوں نے بھی اپنایا جو محمدؐ کے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں کہ انہیں الہامی مشن کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا تھا اور جیسا کہ میرے آقا آپ بخوبی واقف ہیں کہ عیسائی حضرات نے بھی اسی فطرت کا اظہار کیا۔ لہٰذا میں درج ذیل ترجمہ پیش کر کے اس طریق سے برأت کی اشد ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عربوں کی فتوحات سے بے شمار اقوام پر جو آفات نازل ہوئیں
ممکن ہے ان کی وجہ سے محمدؐ کے خلاف غیظ وغضب پیدا ہوا ہو۔مگر اس کا
اطلاق تو تمام فاتحین پر مساوی انداز میں ہونا چاہیے۔لیکن افسوس جو انتہائی
نفرت محمدؐ کے نام پر ڈال دی گئی ہے باقی فاتحین اس سے محفوظ و مامون ہیں۔
محمدؐ نے مذہب کا ایک نیا نظام دیا جو ابھی تک محمدؐ کی بہت بڑی کامیابی ہے، بہ
نسبت بعد میں آنے والے آپ کے مسلح پیروکاروں کے پھر اس مذہب کی
تعمیر کی خاطر مکر و دغا سے کام لیا گیا شاید اس عہد میں اس کی ضرورت بھی تھی
اسی وجہ سے فرض کرلیا گیا کہ وہ دنیا کا سب سے زیادہ بے لگام رقیب تھا
(سیل یہاں A most abondoned Villian کے لفظ لایا ہے) اور
اس کی شہرت وجہ رسوائی بن گئی۔لیکن چونکہ محمدؐ نے اپنی بساط کے مطابق
عربوں کو ایک بہترین مذہب دیا لہٰذا وہ ان لوگوں سے زیادہ قابل قبول ہے
جنہوں نے قدیم عہد بت پرستی میں قانون سازی کی تھی۔میں تسلیم کرتا ہوں
کہ محمدؐ کو ان کے مساوی احترام کا حق دار قرار دیا جانا چاہیے اگر چہ وہ موسیٰ اور
یسوع مسیح کا ہم پلہ نہیں جن کے قوانین فی الواقع آسمان سے اُترے۔مگر
مینوس (Minos)(i) اور نوما (Numa)(ii) کے برابر ہے کہ ایک انسان
ان قوانین وضوابط کو من جانب اللہ کہہ کر نافذ کرے کے لیے جس کی بنیاد
ایک سچے خدا اور بُت پرستی کو اُکھاڑ پھینکنے پر ہو کو بروئے کار لائے۔مہذب
اقوام کے مختلف قوانین اور ان کے اداروں سے آگاہی حاصل کرنا۔
خصوصاً ان اقوام کے جنہوں نے ہمارے عہد میں نشو ونما پائی علم کا سب سے
زیادہ مفید حصّہ ہے۔
میرے آقا! اگر چہ یہ ادارے دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں گے وہ عالم کی
معزز مجلس میں ایک خاص طرہ امتیاز سے روشن ہیں وہ ایک نرالے انداز سے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لائق ستائش ہیں باوجود اس کے جہاں تک اسلامی قوانین کا تعلق ہے وہ سخت نفرت کے سبب اگر چہ نچلا درجہ رکھتے ہیں اور اس زبان کی غرابت کے باعث جس میں قلم بند کیے گئے کو بہت زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔

ذیل میں چند صفحات پیش کرتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ جو میرے آقا جیسی وسیع علم رکھنے والی شخصیت کے لیے بھی نئی چیز ہوگی۔ جو کچھ میں نے سپرد قلم کیا ہے اگر میرے آقا آپ کے لیے نا قابل قبول اور باعث مسرت ثابت ہو تو اس کو منظر عام پر لانے کے لیے جو کوفت میں نے برداشت کی ہے اس پر مجھے ہرگز افسوس نہ ہوگا''۔

میرے مخدوم! آپ کے زیر سایہ نہایت خاکسار اور فرماں بردار خادم جارج سیل

خط کا یہ فدویانہ انداز اسی دور کی امرانوازی اور سرکاری مذہب (پروٹسٹنٹ) کی پسندیدگی کا غماز ہے۔

جارج سیل کی عربیت

بعض مبصرین اور دانش وروں نے جارج سیل کی عربی دانی پر شک وشبہ کا اظہار کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کی دو وجوہات ہیں جو اس کے مشہور زمانہ خطبہ سے مترشح ہیں۔

u ''ابتدائی خطبہ'' میں اسلامی اسماء و اماکن کا تلفظ غلط لکھا گیا ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

غارِ حرا کو "Mount Hara" لکھا گیا ہے، ص ۳۰۔

رُقیّہ کو "Rakiah"، ص ۳۴۔

عمرو کو "Amru"، ص ۳۹۔

عُروہ بن مسعود کو "Arwe. ebn. Masud"، ص ۴۱۔

مُنذِر بن صاوی کو "Mondar ebn Sawa"، ص ۴۲۔

عیسیٰ بن صُبیح ابو موسیٰ المردار کو "Al-Mozdar"، ص ۵۲۔

مہدی کو "Mohdi"، ص ۶۴۔

داؤد الظاہری کو "David Al-Jawari"، ص ۱۳۲۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مسیلمہ کذّاب کے قاتل وحشی کو "Wahsha" ص۱۳۹۔

مدعیّہ سَجاح کو "Sejaj" ص۱۴۰۔

اس کا جواب ایڈورڈ ڈینی سن روث نے دیا ہے کہ جارج سیل کے دور تک مغربی مصنّفین مشرقی اسماء واماکن کو قصداً تنوعات میں لکھتے تھے اس کا استعمال وہ بہت آزادی سے کرتے تھے۔ پھر بھی جارج سیل اپنے اینگلوانڈین معاصرین سے بہت بہتر ہے‘ الخ۔ (شاید وہ زبان وبیان کی حد بندیوں کی وجہ سے کرتے تھے؟ مثلاً گ عربی زبان میں نہیں بولا جاتا۔ "T" فرانسیسی زبان میں نہیں بولا جاتا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو یہ میری رائے ہے دیکھئے بوعلی سیناء کو "Avicenne" اور ابن رشد کو "Averroe's" میں بدل دیا)۔

ابھی پچاس برس پہلے تک محمد کو "Mohammed,Muhammad" یا "Mahomet" لکھا جاتا تھا۔ مُطّلب کو "Motalleb,Muttalib" یا "Motaleb" لکھا جاتا تھا۔ قرآن کو "Al-coran,Alqoran" یا "Al-Koran" لکھا جاتا تھا اور خلیفہ کو "Caliph, Khalifa" یا "Kalif" لکھا جاتا تھا۔ جدید سائنٹفک طریقہ گذشتہ نصف صدی کی پیداوار ہے۔ اس اعتراض سے تو جارج سیل بری الذمہ قرار پا گئے۔ لہٰذا ان غلط اسماء واماکن پر ان کی طرف سے معذرت پیش کی جاسکتی ہے۔

v مگر ایک دوسری وجہ بھی ہے جو میرے ذہن میں کھٹکتی ہے اور مجھے ابھی تک باوجود اس کے کہ مجھے ان کی عربی دانی پر کوئی شک نہیں اطمینان قلب نہیں ہوسکا۔

جارج سیل نے ابتدائی خطبہ میں بعض اسلامی اصطلاحوں کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ شائد ان اصطلاحات کی حقیقی نمائندگی نہیں کرسکتا۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) قیامت سے پہلے تین نفخوں کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

۱۔ نفخة الفزع "blast of Consternation"

۲۔ نفخة الصعق "Blast of Examination"

۳۔ نفخة القیام "Blast of Resurrection"

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یہاں دوسرے نقطے کا ترجمہ محل نظر ہے۔ص ۶۴-۶۵۔

(ii) مجوسیوں کے خدا یزداں جو اچھائی کا خالق ہے اس کو "The Author of Good" ترجمہ کرتے ہیں،ص ۱۲۶۔(خالق کے لیے "The Authers" کا لفظ ولیم میور بھی استعمال کرتے ہیں)۔

(iii) معتزلہ کا یہ عقیدہ کہ انسان اپنے عمل کا خود خالق "Master of Action" ترجمہ کرتے ہیں،ص ۱۲۷۔

(iv) گناہ کبیرہ کا "Grievous Sin" کرتے ہیں،ص ۱۳۵۔

(v) لیلۃ القدر "Night of Power" کرتے ہیں،ص ۵۰۔

(vi) مسلمان حالت سجدہ میں جو تسبیح کرتے ہیں اسے "Ejaculation" ترجمہ کرتے ہیں،ص ۸۴۔

ابتدائی خطبہ کے باب نمبر ۴ کا عنوان ہے:

"Of the doctrines and positive precepts of the Quran, which relate to Faith and religious duties" بظاہر اور متبادل ترجمہ محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کے عقائد اور اعمال میں جو مثبت یا اچھے پہلو ہیں ان کا تذکرہ۔لیکن جب اس تقریر کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے اس "Positive" سے مراد اوامر ہیں۔یعنی جن عقائد اور اعمال کو ہر حال میں بجالانا ہے۔جیسے توحید یا نماز (ص ۵۴)۔

اس طرح باب نمبر ۵ کا عنوان ہے: "Of certain negative preception of Quran

پہلی نظر میں اس کا یہ معنی ذہن میں آتا ہے کہ خدانخواستہ قرآن میں کچھ منفی یا ناپسندیدہ نظریات ہیں۔لیکن تقریر کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ "Negative" سے مراد نواہی یا منہیات ہیں۔ایسے اعمال جن کا ترک کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔یعنی ان پر کسی حال میں بھی عمل نہیں کرنا۔جیسے شراب خوری یا جواء وغیرہ (ص ۹۵)۔

یادرہے یہ مثالیں میں نے آپ کو ’’ابتدائی خطبہ‘‘ سے دی ہیں جو کہ بیانیہ اسلوب میں لکھا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

گیا ہے۔ آپ کے ترجمہ قرآن اوران کے حواشی کو میں نے ہاتھ نہیں لگایا سچی بات تو یہ ہے وہاں تک جانے میں میرے پر جلتے ہیں۔

ترجمۂ قرآن

جارج سیل کے ترجمۂ قرآن کا پورا نام ہے

"The Koran: Commonly called The Al-Koran of Mohammad"

نومبر ۱۷۳۴ء میں جب یہ پہلی بار شائع ہوا تو اس وقت انگریزی زبان میں کوئی ترجمہ اس کا مدمقابل نہ تھا۔ انگریزی زبان کا یہ پہلا مکمل ترجمہ قرآن ہونے کا حق دار ہے البتہ اس میں متن عربی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آیات کو شمار کیا گیا ہے۔ یہ ایک مسلسل اور مربوط ترجمہ ہے۔ خاص کر ترجمے سے پہلے ’’ابتدائی خطبہ‘‘ تو ایک شاہکار کا درجہ رکھتا ہے۔ اس خطبہ کی اہمیت وعظمت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا او اس کے تیس کے قریب ایڈیشن شائع ہوئے اور دوسری یورپی زبانوں پر مشتمل ہیں۔ اے۔ آر۔ قدوائی صاحب کا دعویٰ ہے کہ ۱۹۷۵ء تک اس ترجمۂ قرآن کے ایک سوتیئس انگریزی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ہم ان کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(i) نومبر ۱۷۳۴ء میں پہلی بار شائع ہوا۔

(ii) ۱۷۶۴ء میں درمیانے سائز کی مجلد ("X6"$9^1/_2$) میں شائع ہوا۔

(iii) ۱۸۲۵ء میں اس کو دوبارہ شائع کیا گیا۔ اس کے ساتھ رچرڈ الفریڈ ڈیون پورٹ کا لکھا ہوا تعارف اور جارج سیل کا مختصر سوانحی خاکہ بھی منسلک تھا۔

(iv) ۱۸۷۷ء میں فریڈرک وارن اینڈ کمپنی نے ایک ایڈیشن شائع کیا۔ اس کے ساتھ سرایڈورڈ ڈین روث تعارف بھی شائع ہوا(i)۔

(v) ۱۸۹۱ء میں فریڈرک وارن اینڈ کمپنی (لندن/ نیویارک) نے ہی اسے شائع کیا۔ اس میں مشہور فرانسیسی مستشرق سواری (Savary1755)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے مفید نوٹس کا اضافہ کیا گیا۔اسی ایڈیشن میں اس انتساب کا اضافہ کیا گیا جو لارڈ ڈرائٹ جان کارٹی رِٹ کے نام تھا اور اس ترجمہ قرآن کا ایک اشتہار بھی اسی کے ساتھ شائع ہوا اس انتساب اور اشتہار کا ترجمہ ہمارے اس انتقادی مقالے کا حصّہ ہے۔

جارج سیل کے ترجمہ قرآن کا اشتہار

(یہ اشتہار ۱۸۹۱ء کے ایڈیشن میں موجود ہے)

''امید کی جاتی ہے کہ سیل کے ترجمہ قرآن کا موجودہ ایڈیشن بقیہ تمام ایڈیشنوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ علمی معلومات کا حامل پایا جائے گا۔اس میں سواری (Savary) کے فرانسیسی ترجمۂ قرآن سے بے شمار مفید تشریحات اور سینکڑوں مختلف علمی تحریروں سے اضافہ کیا گیا ہے۔ان مختلف تحریروں کے بڑے حصہ کا مفہوم اس ترجمہ سے مختلف ہے جو اس انگریزی مترجم نے مراد لیا ہے جب کہ باقی حصہ اگرچہ سیل کے نظریہ متن سے متفق ہے مگر زیادہ شاعرانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اس بات کا بہت خیال کیا گیا ہے کہ مبادا طباعت کی اغلاط سے تحقیق بدنما نہ ہو جائے۔خصوصاً اس قسم کے تحقیقی کام میں تو یہ سب سے زیادہ قابل اعتراض ہیں۔یہی چیز کسی کتاب کے مطالعہ کو غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔

سیل کی زندگی کا خاکہ بھی شروع میں لگا دیا گیا ہے۔جو اگرچہ مختصر ہے لیکن ایسے بے شمار خصائص پر مشتمل ہے جو ابھی تک کسی سوانح نگار نے بیان نہیں کیے۔یہ سوانحی خاکہ سیل کی اس قوت حافظہ کا دفاع کرتا ہے جس پر متعصب اور جاہل لوگوں نے جانب داری برتتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جارج سیل کے ترجمۂ قرآن کے بارے میں خود انہی کے خیالات کو پیش کیا جائے۔جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔فرماتے ہیں:''اب تک قرآن کے بے شمار تراجم شائع ہو چکے ہیں۔مگر سب قرآن کی حقیقی روح کو پیش کرنے سے قاصر ہیں سوائے لاطینی زبان کے ترجمہ کے۔لہٰذا ایک جدید

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ترجمۂ قرآن کم از کم انگریز قاری کے لیے بہت ضروری ہو گیا تھا۔

جس لاطینی ترجمۂ قرآن کی طرف جارج سیل نے اشارہ کیا ہے وہ فادر لیوس مراسی (Fathr Lewis Marracci1612) کا ہے۔

جارج سیل نے مراسی کے ترجمہ سے بہت استفادہ کیا ہے۔خود جارج سیل کہتے ہیں ''عمومی نظر ڈالی جائے تو مراسی کا ترجمہ بالکل صحیح ہے۔مگر اس میں عربی محاورات کا ترجمہ اس قدر لغوی انداز میں کیا ہے کہ ان کی تفہیم بہت مشکل ہو جاتی ہے جو لوگ علوم اسلامیہ میں مہارت نہیں رکھتے ان کے لیے بہر حال مراسی کی تشریحات بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

باوجود اپنی کوتاہیوں کے یہ کام قابل قدر ہے۔''اگر میں اپنے آپ کو مراسی کا ممنون احسان نہ کہوں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی یہ لاطینی زبان میں ہے لہٰذا جو لوگ لاطینی سے ناواقف ہیں ان کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں''۔ چونکہ جارج سیل لاطینی زبان سے واقف تھے لہٰذا انہوں نے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔مراسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کا مکمل متن شائع کیا ہے۔اس نے ترجمہ وتشریحات بیان کرنے میں اکثر عرب مصنفین کو مدّنظر رکھا۔یہ بہت عالمانہ کام تھا۔جتنی تعریف وتوصیف کا یہ مستحق تھا اتنی پذیرائی اسے نہیں ملی۔

مراسی کی رسائی لاتعداد مسودات تک تھی جو اٹلی کی لائبریریوں میں موجود تھے۔اس نے عربی کہاں سے سیکھی اس کا ابھی تک کسی کو علم نہیں۔مراسی پوپ انوسینٹ گیارہ (Pope Innocent XI) کا مرید تھا۔اس کا ترجمہ ۱۶۸۹ء میں پاڈوا (Padua) سے شائع ہوا تھا۔اس نے اس کا انتساب روم کے مقدس بادشاہ لیوپولڈ اوّل (Holy Romanemperor Leo Pold-I) کے نام کیا۔مراسی نے ترجمۂ قرآن کی طرح ایک فولیو جلد بھی شائع کی اس کا نام (Prodromus) تھا۔ اس جلد میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلام کے بارے میں وہ مواد یکجا کر دیا گیا تھا جو مراسی کے دور میں جانا پہچانا تھا۔جارج سیل اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں اسلام اور محمدؐ کے بارے میں جو اعتراضات ہیں غیر تسلی بخش اور لغو ہیں۔سیل کا ترجمۂ قرآن اور اس کی تشریحات ان طلبہ کے لیے غنیمت ہے جو عربی سیکھنے جیسے دقّت طلب مطالعہ سے بے نیاز رہنا چاہتے ہیں۔

بعض محققین نے ڈیوریئر (Duryer1672) کے ترجمۂ قرآن کو انگریزی زبان کا پہلا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ترجمہ کہا ہے وہ اس قدر فاسد اور قابل نفرت ہے کہ جارج سیل نے اس کو لائق توجہ نہیں سمجھا۔ لکھتے ہیں: ’’جب میں نے ترجمۂ قرآن کا بیڑہ اُٹھایا تو یہ عہد کیا تھا کہ عدل اور غیر جانب داری سے کام لوں گا جہاں تک میرا علم کام کرتا ہے حتّی الوسع حقیقی ترجمہ پیش کرنے کی سعی کی ہے ترجمہ نہایت محتاط انداز میں اصل متن کے قریب قریب ہے۔ بعض مقامات پر پتہ نہیں کن اسباب کی بناء پر عربی زبان انگریزی جیسی عمدہ اور شائستہ زبان کے سامنے کم ادبی دکھائی دیتی ہے لیکن ایسا اکثر نہیں ہوتا۔ مجھے فخر ہے کہ ترجمہ میں جو اسلوب میں نے اختیار کیا ہے وہ اصلی لفظ کا مستند خیال پیش کرتا ہے اور ایک ہر دل عزیز ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اتنی عظیم الشان کتاب کے متن کو اتنی سہولت اور لطف سے نہیں پڑھ سکتے جیسے کسی جدید کتاب کو پڑھتے ہیں اس کے ساتھ اپنے منہج کے بارے میں کہتے ہیں۔

> ’’جو میرے نوٹس ہیں وہ متن کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کا اختصار ہیں۔ خصوصاً مشکل اور مبہم آیات کے بارے میں میرا نقطۂ نظر مستند ترین مفسرین سے اخذ شدہ ہے۔ عموماً میں نے الفاظ بھی انہی کے لیے ہیں۔ اگر ان کے افکار و نظریات قابل تنقید ہیں تو میں ان کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ میرا دائرہ کار یہ ہے کہ نہایت ایمانداری کے ساتھ ان کی تشریحات کو پیش کر دوں۔ اور اپنی طرف سے ذرہ بھر بھی اضافہ نہ کروں یہ نوٹس ان یورپی مصنفین سے لیے ہیں جن کی کتب تک رسائی آسان تھی اگر کہیں ایسا موقعہ آیا کہ ترجمہ کے دوران کوئی اچھوتا خیال آیا تو میں نے اسے بھی ضرور پیش کیا ہے۔ جو چیزیں میں اپنے نوٹس میں پیش نہیں کر سکا قاری ان کو میرے ’’ابتدائی خطبہ‘‘ میں تلاش کر سکتا ہے‘‘۔

جارج سیل مزید کہتے ہیں: میں نے اپنے ’’ابتدائی خطبہ‘‘ اور تفسیری نوٹس میں اہل مغرب میں سے ڈاکٹر پوکاک (Pocock1740 .) کی تاریخ عرب (Specimen Historioe Arabum) سے بہت فائدہ اُٹھایا جو اس موضوع پر مکمل اور قابل قدر تحقیق ہے‘‘۔ آخر میں تفسیر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بیضاوی اور انجیل برناباس کو بھی اپنے بنیادی ماٰخذ میں شمار کرتے ہیں۔

ہم نے گذشتہ اوراق میں جارج سیل کے ذاتی مسودات کی تفصیل دی ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے جارج سیل نے جن تفاسیر اور مسودات کا ترجمہ کرتے وقت حوالہ دیا ہے وہ اس کے ذاتی مسودات میں شامل نہیں ہیں۔ سوائے تفسیر بیضاوی کے وہ بھی انہیں کسی دوست نے مہیا کی تھی اکثر حوالے دوسرے درجہ کے ہیں۔

اے۔ آر قدوائی کے مطابق جارج سیل کے ترجمہ میں کئی جگہ تحریف و معنی کو مسخ کرنا پایا جاتا ہے۔

کئی جگہ آیات کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾کا ترجمہ صرف(The Most Merciful God) کرتے ہیں۔ سورۂ البقرہ کی آیت نمبر۲۱﴿يَا أَيُّهَا النَّاس ﴾کا ترجمہ (O' people of Mecca) کرتے ہیں سورۂ آل عمران کی آیت ۹۸ کا یہ حصہ ترجمہ سے چھوڑ دیا﴿وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُوْن﴾۔

جہاں تک معنی کو مسخ کرنے کا تعلق ہے میں اس بارے میں کوئی رائے دینے کا حق رکھتا ہوں جس پر بات پھر کبھی کی جائے گی (اس لیے کہ اس وقت موضوع سیل کا مقدمہ قرآن ہے)۔ البتہ میں جستہ جستہ جارج سیل کے ترجمۂ قرآن کو پڑھ کر یہ کہوں گا کہ باوجود اس کی کوتاہیوں کے بعد کے انگریزی مترجمین نے جارج سیل کی خوشہ چینی کی ہے۔ چاہے وہ محمد مارماڈیوک پکتھال ہوں، عبداللہ یوسف علی ہوں، اے۔ جے۔ آربری ہوں اور چاہے محمد اسد ہوں۔

اس وقت ہم اس کے مشہور زمانہ ''ابتدائی خطبہ'' پر اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہیں۔

جارج سیل سب سے پہلے قاری کے لیے(To the Reader) چھ صفحات کے خطاب میں اظہار خیال کرتے ہیں یہاں قاری سے مراد عیسائی یا انگریزی قاری ہے۔ فرماتے ہیں: ''میں یہاں ان اسباب کا کھوج نہیں لگاؤں گا کہ شریعت محمدیہ ﷺ کو دنیا میں بے مثال قبولیت کیسے ہوئی؟ (کیونکہ وہ لوگ دھوکے میں ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدیہؐ تلوار کے بل بوتے پر پھیلی) آخر وہ کیا اسباب تھے کہ اس شریعت کو ان قوموں نے بھی گلے لگایا جنہوں نے محمدی فوج کو دیکھا تک نہیں بلکہ اس شریعت کو تو ان قوموں نے بھی سر آنکھوں پر بٹھایا جنہوں نے خود عربوں کو اپنی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

طاقت سے مغلوب کیا اور عربوں کے اقتدار کو ختم کرکے خود خلفاء بن گئے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مذہب اسلام کے بارے میں اس بے ہودہ تصور (یعنی اسلام تلوار سے پھیلا) سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہے جس نے اس مذہب کو حیران کن عروج عطا کیا‘‘۔

جارج سیل تسلیم کرتے ہیں کہ مغرب کے دانش وروں اور علماء نے اسلام کو صحیح انداز میں سمجھا ہی نہیں یا انہوں نے قصداً اسلام اور محمدﷺ کی غلط تصویر پیش کی۔ پھر فرماتے ہیں: ’’اگر مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے تو ہمیں ان چار اصولوں کو اپنانا ہوگا جو بشپ کدّر (Kidder ت:۱۷۰۳ء) نے یہودیوں کو عیسائی بنانے کے لیے مرتب کیے تھے:

۱۔ مسلمان کو زبردستی عیسائی بنانے سے پرہیز کیا جائے۔

۲۔ ایسے عقائد کی تبلیغ سے پرہیز کیا جائے جو عقل سلیم کے خلاف ہوں۔

۳۔ دوران بحث کمزور دلائل سے دامن بچایا جائے۔

۴۔ عیسائی عقیدہ پر ہر وہ مضمون تحریر کیا جائے جس سے مسلمانوں کے دل جیتے جاسکیں۔ آگے فرماتے ہیں:

> ’’میں محمدؐ اور قرآن کے بارے میں تہذیب سے گرے ہوئے القاب استعمال نہیں کروں گا اور نہ ہی اُن رسوا کن بیانات کا سہارا لوں گا جو مغرب کے بے شمار اہل علم کا مضبوط ہتھیار رہا ہے۔ بلکہ میں انسانی شائستگی کو بروئے کار لاکر جو چیزیں قابل تعریف ہوں گی ان کی تصدیق کروں گا‘‘۔

لیکن افسوس چند سطور کے بعد اپنی ’’لسانی شائستگی ک‘‘ اظہار یوں کرتے ہیں:

" I think so reasonable that I have not in speaking of Mohammad or his koran, allowed myself to use those opprobrious appellations and ummannerly expressions which see to be strongest arguments of severaly who have written against them....... for how criminal so ever Muhammad may have been imposing a false religin on mankind."

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسا قلم کار جس کا قلم مذکورہ الفاظ اگلتا ہو اس کے بارے میں یہ سوچا جاسکتا ہے کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وہ اسلام، محمدؐ اور قرآن کے بارے میں مثبت سوچ رکھتا ہوگا۔ یہیں سے جارج سیل کے خبث باطن کا اندازلگایا جاسکتا ہے۔

ابتدائی خطبہ (The Preliminary Discourse):

میرے پیش نظر جونسخہ ہے اس کے پہلے ورقہ کے بالائی کونے میں بائیں طرف یہ لکھا ہے:

Sir John Lubbock's Hundred Books.

ناشر کا نام: George Routledge and sons Limited London and Newyark ہے اس پر کوئی سن درج نہیں ہے۔

یہ خطبہ ۱۴۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ پہلا خطبہ ہے جس میں یورپ کے سامنے اسلام کے بارے میں مناسب حوالہ جات کی بنیاد پر اپنے پسندیدہ نظریات کو خوب صورت ادبی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جارج سیل کے دور میں اسلامی علوم پر محققانہ تحریریں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ آپ سے قبل مستشرق مراسی (ت:۱۶۱۲ء) (Marcci) کی تحریروں کا پتہ چلتا ہے۔ خود جارج سیل نے ان کو بے محل اور لغو کہا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر پوکک (Dr. Pocock) کا نام ملتا ہے۔ جارج سیل نے اس سے بھی استفادہ کیا اور ’’قاری سے خطاب‘‘ میں ڈاکٹر پوکک کا شکریہ بھی ادا کیا ہے ابتدائی خطبہ‘‘ کسی یورپی زبان میں ایک بہترین خطبہ اور یورپ کے لیے ایک نعمت تھا۔ میرے نزدیک یہ خطبہ اپنی جزالت بیان اور سحر انگیزی کی بناء پر ایک شاہکار کا درجہ رکھتا ہے جوں جوں ہم اس قابل اعتماد خطبہ کو پڑھتے جاتے ہیں۔ جس میں عربوں کے عجیب وغریب عقائد، رسوم، تہوار، روایات اور ادارے بیان کیے گئے ہیں۔ تو پتہ چلتا ہے کہ جدید محققین نے قدیم عربوں کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ جارج سیل کی تحریروں کو ہی صیقل ومہذب کر کے بیان کیا گیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ذاتی طور پر اس خطبہ کو پڑھ کر میں اپنے ناقص مطالعہ کے مطابق اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مغرب میں جارج سیل کے مہذب متعصّبانہ رویے کا مظہر ا مستشرق اگر کوئی ہے تو وہ ولیم میور (۱۸۱۹ء-۱۹۰۵ء) ہے وہ بھی قرآن پاک کو الہامی کتاب نہیں مانتا بلکہ اسے جارج سیل کے نظریہ کے مطابق محمدؐ کی وضع کردہ کتاب کہتا ہے۔ دونوں اپنے عیسوی تعصب کو نہایت عالمانہ انداز میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور دونوں کی تحریروں سے یسوع تعلّی ٹپکتی ہے۔ دونوں اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ یورپ کے سامنے اسلام اور محمدؐ کی غلط تصویر پیش کی گئی ہے۔ یہاں اس حقیقت کو بھی مدّنظر رکھنا چاہیے کہ ’’ابتدائی خطبہ‘‘ کے منظر عام پر آنے کے بعد جارج سیل کے ساتھ بھی وہی ہوا جو دنیا کے ہر عظیم انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے آپ پر افتراء پردازی اور دروغ بیانی کا الزام لگایا کہ جارج سیل عیسائی مذہب کو اسی درجہ پر رکھنا چاہتا ہے۔ جس پر مسلمان رکھتے ہیں اور بعض نے اتنی فیاضی اور سخاوت کا مظاہرہ کیا کہ آپ کو مسلمانوں کا چھپا ہوا داعی قرار دے دیا۔ حالانکہ ’’قاری سے خطاب‘‘ میں وہ مسلمانوں کو دائرہ عیسائیت میں لانے کے لیے چار اصول تحریر کرتا ہے۔ جارج سیل ان لوگوں میں سے تھے جو یہ نظریہ رکھتے تھے کہ نتیجہ ذرائع کے حسن وقبح کو طے کرتا ہے نہ کہ ان لوگوں میں سے جو انسانیت کے بہترین مفاد کی خاطر تشدد، طعن وتشنیع اور حقائق سے انحراف کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے دشمن کو گرانا مقصود ہو تو کوئی بھی حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ باوجود آپ پر فتویٰ بازی کے آپ کا ’’ابتدائی خطبہ‘‘ ابھی تک اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس کا حسن بیان قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ سیرت کے طلبہ کے لیے یہ ایک حوالے کی چیز ہے۔

پہلا باب

جارج سیل نے اپنے اس عظیم الشان خطبہ کو آٹھ ابواب (Sections) پر تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب میں محمد سے پہلے عربوں کی تاریخ، مذہب، علوم اور ان کے رسوم ورواج بیان کیے ہیں۔ یہ پچیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ باب مختصر اور جامع ہے اور جارج سیل نے اپنی علمی بالغ نظری کا ثبوت دیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے وہ لغت عربیہ کا ایک جیّد عالم ہے۔ ص ۹ پر فرماتے ہیں: ’’وہ محمدؐ کے حالات زندگی پر کوئی تفصیلی مقالہ سپردِ قلم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ محمدؐ کے فلسفہ کو سمجھنے کے لیے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایکطا ئرانہ نظران کے ماقبل حالات پر ڈالنا ضروری ہے''۔

میرے نزدیک زیادہ مناسب تھا اگر جارج سیل محمد ﷺ کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کر دیتے۔ کیونکہ کسی شخصیت کا فلسفہ کما حقہ، اسی وقت سمجھ آئے گا جب اس کی ذاتی زندگی کا بھی جائزہ لیا جائے۔

حجاز کے ماضی کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ جارج سیل موجودہ حالات کا تذکرہ کر کے تقابلی جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ جائزہ ایسی منظر نگاری میں پیش کرتے ہیں کہ گویا آپ نے ان کا بذات خود مشاہدہ کیا ہے۔ غالبًا یہی وہ سحر نگاری کی ایک مثال پیش خدمت ہے:

''مکہ کی سرزمین اتنی اور سپاٹ ہے کہ یہاں کوئی پھل پیدا نہیں ہوتا۔ سوائے ان پھلوں کے جو صحراؤں میں خود رَو ہوتے ہیں۔ اب یہاں کے بادشاہ شریف نے مقام مربع اپنے محل میں باغات لگوائے ہیں۔ یہ محل شہر سے مغرب کی جانب تین میل فاصلہ پر ہے۔ عموماً شریف مکہ یہیں رہائش رکھتا ہے''(ص،۳)۔

بعض مقامات پر جارج سیل اپنی وسیع تاریخی معلومات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں مثلاً ص ۵ پر فرماتے ہیں:

''لقمان حکیم داؤد کے دور میں تھا۔ قوم عاد پر قحط کی شکل میں جو عذاب ھود کے دور میں نازل ہوا تھا اس سے محفوظ رہنے کے لیے وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ آٹھہرا تھا۔ یہی بچے ہوئے لوگ بعد میں ''عاد'' کہلائے اور پھر بعد میں بندر بنا دیئے گئے تھے''۔

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہندوستان میں بھی سومنات کے مقام پر ایک بُت تھا جس کا نام ''لات'' یا ''اللّات'' تھا''(ص ۱۵)۔

عربوں کی مذہبی حالت میں بت پرستی کو بہت شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ عربوں کی انتقامی سرشت کی سائنسی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

”ماہرین طبیعات بیان کرتے ہیں کہ ایسا اونٹ کا گوشت کھانے کی وجہ سے تھا“(ص ۲۴)۔

فرماتے ہیں:

”عربوں نے اپنے ستاروں اور سیّاروں کے نام یونانیوں سے حاصل کیے تھے“(ص ۲۵)۔

عربوں کے قبل از اسلام حالات بیان کرنے میں سابقہ مغربی مؤرخین کی جہالت پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ص ۱۸ پر عیسائیوں کی حالت بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ص ۱۳ پر فرماتے ہیں قبل از اسلام عربوں کی حالت اس وقت کے ہندوستان سے ملتی جلتی تھی۔

یہاں یہ بات ابھی سے واضح کر دینی چاہیے کہ پورے خطبہ میں حواشی کے نمبر آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔اکثر کتابیں لاطینی، فرانسیسی، ترکی حتیٰ کہ ہسپانوی زبان میں ہیں جن کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

چلتے چلتے ایک حقیقت کا اظہار ضروری ہے۔اکثر مستشرقین اسلام کی دینی اصطلاحات کے لیے ذومعنی لفظ استعمال کرتے ہیں اور جارج سیل بھی ان سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔مثلاً آپ قرآن پاک کے لیے (So Manifesta Forgery) کی ترکیب لاتے ہیں۔اس کا ایک معنی ہے ”عظیم الشان تخلیق“، لیکن اس کا معنی جعل سازی بھی ہے (دیکھو قاری سے خطاب، ص ا) ”ابتدائی خطبہ“ کے پہلے باب ص ۴ پر ہجرت کے لیے (Retreat) کا لفظ استعمال کرتے ہیں دوسرے مستشرقین عموماً (Flight) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔حالانکہ ہجرت کے لیے جو مناسب انگریزی لفظ ہوسکتا ہے وہ (Migration) ہے۔

ص ۲۹ پر شائد جارج سیل کو مغالطہ ہو گیا ہے فرماتے ہیں:

”عرب نہ صرف گنجان قوم تھے بلکہ وہ یونانیوں اور ایرانیوں کی نعمتوں اور نزاکتوں سے ناآشنا تھے۔وہ ہر قسم کی سختی برداشت کرنے والے تھے۔نہایت کفایت شعاری سے زندگی بسر کرتے تھے۔گوشت کا استعمال کم کرتے تھے۔شراب نہیں پیتے تھے۔وہ فرش پر بیٹھنا پسند کرتے تھے“۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مجھے نہیں معلوم جارج سیل نے کس شہادت کی بناء پر یہ لکھ دیا ہے۔

دوسرا باب

اس باب کا عنوان ہے ''بعثت محمدی کے وقت عیسائیت۔ خاص کر مشرقی عیسائی فرقے اور یہودیت کی حالت اور وہ طریق ہائے کار جن کو اپنا کر محمدؐ نے اپنا مذہب مضبوط کیا اور اس سلسلہ میں وہ کون سے حالات تھے جو اتفاقاً پیدا ہو گئے تھے''۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ اکثر مستشرقین نے یہ علمی بحث کی ہے محمد ﷺ کے عہد میں کچھ حالات ہی اس قسم کے پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے محمدؐ کے لیے زمین ہموار کر دی تھی اور انہیں اُبھرنے کا موقعہ فراہم ہو گیا تھا۔ جارج سیل کا بھی یہی نظریہ ہے۔ یہ باب سیرت پاک سے متعلق ہے جو فتح مکہ سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک ہے۔

سب سے پہلے جارج سیل عیسائیوں پر کڑی تنقید کرتے ہیں کہ وہ بے عمل ہو چکے تھے۔ کتاب مقدس کی تعلیمات کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا تھا۔ وہ بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ اور محمدؐ نے اس کا یہ فائدہ اُٹھایا کہ کئی عیسوی عقائد کو اپنے مذہب میں شامل کر دیا:

> "Several of whose nations Mohammad incorporated with his religion as may so observed sercafter"(.29)

یہودیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''یہودی دنیا کے باقی حصّوں میں غیر معروف اور قابل نفرت لوگ تھے۔ یروشلم کی تباہی کے بعد وہ عرب میں آ بسے تھے۔ ابتداء میں محمدؐ نے ان کا بہت احترام کیا۔ ان کے بہت سے عقائد و رسوم کو اپنایا تا کہ جتنا ممکن ہو سکے ان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کر سکیں مگر یہ لوگ کلیتہً محمدؐ کے تابع رہنے کی بجائے اپنی خواہشات کے تابع رہے اور یہ اقلیت آپ کے لیے آخری عمر تک خطرہ بنی رہی اپنی فطری ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے''۔

اس کے بعد جارج سیل ایران کے سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہیں۔ کہ ایرانی بھی محمدؐ کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عہد میں فکری و اخلاقی زوال کی طرف مائل تھے۔ مانی اور مزدک کے شیطانی خیالات وہاں چھائے ہوئے تھے۔شہنشاہ قباد نے اپنی ملکہ کو مزدک کے ساتھ سونے کی اجازت دی ہوئی تھی۔اس باب میں جارج سیل تشکیک پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً قبائل عرب کو منقسم رکھنے میں محمدؐ کا فائدہ تھا۔عربوں کی بت پرستی اور عیسائیوں اور یہودیوں کی اوہام پرستی کی جگہ ایک خدا کی تعلیم دی۔ آیا یہ جذبہ ایمانی کی وجہ سے تھا یا صرف اپنے اقتدارِ اعلیٰ کو ثابت کرنے کی خاطر تھا۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا:

> Whether this was the effect of enthusiasm, or only a design to raise himself to the supreme government of his country, I will not be pretend to determine. (P30)

حضور پاکؐ کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ اس قسم کے تشکیکی جملے کہہ جاتے ہیں کہ محمدؐ عرب کے لوگوں کے مزاج کے مطابق عورتوں سے محبت کرنے والے تھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایک حد تک شادیوں کی اجازت دیتے تھے۔

ص ۳۷ سے لے کر ص ۳۹ تک دو طویل پیراگرافس ہیں جو کہ تضاد اور تشکیک سے بھرے ہوئے ہیں۔ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

> ’’مکی زندگی میں محمدؐ نے اپنے پیروکاروں کو صبر و تحمل کی تلقین کی حتی کہ جب ظلم بڑھ گیا تو اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کرنے کا بھی حکم دے دیا۔مگر یہ انکساری کی پالیسی یا غیر متشدد پالیسی صرف طاقت حاصل کرنے کی حد تک تھی۔ جونہی آپؐ اہل مدینہ کی مدد سے سربراہ مملکت بنے تو اپنے پیروکاروں کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت دے دی۔آخر کار جب محمدؐ کی فوج بڑھ گئی تو آپؐ نے اعلان کر دیا کہ بت پرستی کو اُکھاڑ پھینکنے اور سچا دین نافذ کرنے کے لیے تلوار اُٹھائی جائے۔تمام مسلح پیغمبر کامیاب ہوئے ہیں ایک سیاست دان کی شکل میں اور غیر مسلح پیغمبر ناکام ہوئے ہیں (ص ۳۸)‘‘۔

اس کے بعد جارج سیل میکیاویلی کی ’’دی پرنس‘‘ سے مسلح پالیسی کے حق میں اقتباس پیش

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کرتے ہیں کہ موسیٰ، سائرس (Cyrus)، تھیسئس (Theseus) اور رومولس (Romulus) اگر طاقت استعمال نہ کرتے تو کبھی بھی اپنے ارادوں کے قوانین نافذ نہ کر سکتے (۳۸)۔ آگے فرماتے ہیں:

''شائد محمدؐ کو ظالم تشدد پسندوں کے خلاف اس قسم کی طاقت استعمال کرنے کا حق حاصل ہو۔ لیکن کیا دین کو نافذ کرنے کے لیے بھی انہیں طاقت استعمال کرنے کا حق تھا؟ مجھے ابھی تک اس معاملہ میں شرح صدر نہیں ہو سکا۔ ان حالات میں کتنی طاقت استعمال کرنی چاہیے۔ بنی نوع انسانی ابھی تک اس پر متفق نہیں ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ طاقت آ جاتی ہے انہوں نے مسلسل اس کا اندھا دھند استعمال کیا ہے اور تشدد سے متاثر ہونے والوں نے ہمیشہ اس کی شکایت کی ہے''۔ (یاد رہے جارج سیل اپنے قاری سے خطاب والے خطبہ میں یہ بیان کر آئے ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا) پھر فرماتے ہیں:

> ''یقیناً یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ محمدیتؐ ایک انسانی ایجاد ہے کیونکہ اس کی ترقی و نفاذ کا انحصار تلوار پر ہے''۔

آخر لب لباب یوں بیان کرتے ہیں:

> ''عیسائیت کی خدائی بنیادوں کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اپنی اصلی نورانیت کے بل بوتے پر دنیا کی تمام طاقت اور ہتھیاروں پر غالب آ گئی۔ ہر قسم کے پر تشدد حملوں کے خلاف مضبوطی اور استقامت کے ساتھ ڈٹی رہی مسلسل تین سو برسوں تک۔ یہاں تک کہ خود رومی بادشاہوں نے اسے گلے لگا لیا۔ عیسائیت مضبوط ہوتی گئی اور بت پرستی عوامی طاقت کے ذریعے نیست و نابود ہوتی گئی۔ کسی مذہب کی اشاعت میں اور بڑے مذہب کو اُکھاڑ پھینکنے میں عوامی طاقت بہت اثر رکھتی ہے'' (ص ۳۸-۳۹)۔

محمدؐ کی حیات سے متعلق اگر کوئی معجزہ نما واقعہ بیان کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایسا سابقہ انبیاء کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ مثلاً ص ۳۹ پر حضور پاکؐ غار ثور میں جب پناہ گزین تھے تو غار کے دھانے پر مکڑی نے جالا بُن دیا تھا۔ جارج سیل فرماتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''داؤد علیہ السلام بھی ایک غار میں چھپے تھے تو اللہ سے دُعا کی تھی کہ ان کی حفاظت کے لیے غار کے منہ پر جالا بُن دے'' حوالہ تورات کا دیتے ہیں (ص ۳۹ کا حاشیہ)۔

سابقہ مغربی مصنفین کی اغلاط کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مسجد نبوی کے لیے دو یتیم بچوں نے اپنی زمین وقف کرنا چاہی تھی وہ بنونجار سے تعلق رکھتے تھے۔ جو کہ عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ مگر ڈاکٹر پیری ڈوکس ((Dr. Prideaux)[(i)] نے ان کو نجار کی مناسبت سے بڑھئی کے بیٹے لکھا ہے۔ جو کہ غلط فہمی ہے۔ ص ۴۲ پر پہلی بار جارج سیل ''محمڈن ازم'' کے ساتھ اسلام ازم کی اصلاح استعمال کرتے ہیں۔

(i) پیری ڈوکس ۱۷۲۴ انبات متعصب اور بہ زبان کیتھولک تھا پروٹسٹنٹ کے بارے میں بھی کبھی مناسب الفاظ استعمال نہیں کرتے سیل کے بنیادی مآخذ میں سے ہیں۔

ایک مقام پر نیا انکشاف یوں کرتے ہیں

''بیعت عقبہ اولیٰ کو بیعت نسواں بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ اس میں محمدؐ کے دفاع کی خاطر تلوار اُٹھانے کی شرط نہیں تھی (غالبًا جو کہ ایک مردانہ فعل ہے) اس لیے نہیں کہ اس میں عورتیں شریک تھیں بلکہ اس لیے کہ اس بیعت کے الفاظ وہی تھے جو بعد میں سورۃ الممتحنہ کے مطابق خواتین سے بیعت لیتے وقت دوہرائے گئے تھے (ص ۳۶-۳۷)۔ مثلاً وہ بت پرستی سے دور رہیں گی۔ وہ چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی۔ کوئی بہتان نہیں تراشیں گی اور یہ کہ ہر معروف میں محمدؐ کی پیروی کریں گی'' واللہ اعلم بالصواب۔

تیسرا باب

اس کا عنوان ہے ''قرآن کیا ہے؟'' اس کتاب کی خوبیاں، اس کی کتابت تدوین کا انداز

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اوراس کا عمومی پیغام (Design) بیان کیا گیا ہے۔

اس باب میں نہایت ''محققانہ عرق ریزی'' سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن اپنی لفظی ومعنوی حیثیت میں کوئی نئی چیز نہیں ہے۔قرآن واس کے متعلقات یہودیوں کے ہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔حتی کہ یونانی بائبل میں بھی موجود تھے۔یادرہے کہ جوادعلی نے بھی اپنی کتاب المفصل فی التاریخ قبل الاسلام ج ۸ میں ایک عالمانہ مقالہ لکھا ہے کہ لفظ قرآن، سورہ یا آیت یہ سب یونانی زبان میں موجود ہیں۔مگر جارج سیل اتنی زبردست تحریر خوب صورت انداز میں لکھنے کے بعد پورے ''ابتدائی خطبہ'' میں کوئی تشکیکی جملہ یا طنزیہ سطر لکھ دیتے ہیں جس سے ان کی تحقیق پر پانی پھر جاتا ہے۔مثلاً ص ۴۵ پرفرماتے ہیں:

> ''سورتوں کے اسماء کا تعلق ان کے مضامین سے دور کا بھی نہیں۔یہ تعلق کہیں وسط سورۃ یا آخیر سورہ میں نمایاں ہوتا ہے جو بڑی مضحکہ خیز بات ہے''۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ جارج سیل اکثر ذومعنی الفاظ کو استعمال کرتے ہیں۔مثلاً تدوین قرآن کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

> ''قرآن کے قدیم ترین سات نسخے تیار کیے گئے تھے (آپ نسخہ کے لیے Edition کا لفظ استعمال کرتے ہیں) ان میں سے دو مدینہ میں زیر مطالعہ تھے۔تیسرا مکہ میں چوتھا کوفہ میں پانچواں بصرہ میں اور چھٹا شام میں زیر استعمال تھا۔ساتواں ایک مشترکہ نسخہ تھا جو (Vulgar Edition) تھا'' (ص ۴۵)۔

ہوسکتا ہے (Vulgar) سے مراد ناقص نسخہ ہو۔مگر آپ نے اس کے لیے (Vulgar) کا ذومعنی لفظ استعمال کیا ہے اوران مختلف نسخوں کی آیت کی تعداد میں اختلاف بھی بیان کیا ہے۔گویا مندرجات قرآنی کو متنازعہ بتایا ہے۔

ص ۴۶ پرفرماتے ہیں:

> ''مسلمان ہرسورہ کے شروع میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے ہیں۔ایسا یہودی بھی کرتے ہیں اور عیسائی بھی کرتے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں "Which is also an imitation of the Jews"۔ مگر میں
یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہوں کہ فی الحقیقت محمدؐ نے یہ طریقہ پارسی نبی
مانی سے اخذ کیا ہے۔ اور بھی کئی چیزیں پارسیوں سے حاصل کردہ ہیں جو اپنی
کتب کی ابتداء بنام یزداں بخشش گردادار سے کرتے ہیں''۔

بعض اوقات جارج سیل ایک تیسرے یا چوتھے درجہ کے مآخذ سے حوالہ دیتے ہیں جو ان کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً ص ۴۷ پر فرماتے ہیں:

''سورہ ۱۹ (المریم) کی ابتداء میں پانچ حروف ہیں۔ 'ک ھ ی ع ص'۔ ایک
عیسائی عالم نے ان کے بارے میں قیاس کیا ہے جیسا کہ دوسرے لوگوں نے
بھی قیاس کیا ہے۔ یہ حروف کسی یہودی کاتب نے لکھے ہوں گے۔ اصل
میں یہ تھے (Cobyaasi.e) جن کا معنی اللہ نے حکم دیا''۔

حاشیہ میں اس عیسائی عالم کا نام (Golius) درج کیا ہے۔

ص ۴۷ پر قرآن کے بدیع اسلوب اور اس کی فصاحب و بلاغت کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور ثبوت کے طور پر مشہور شاہر لبید بن ربیعہ کا واقعہ پیش کرتے ہیں۔

ص ۴۸ تا ۵۰ پر نہایت دل نشین انداز میں تعلیمات قرآن کا احاطہ کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں:

''توحید کو غالب کرنا یا اس کی تبلیغ قرآن کا سب سے بڑا مشن ہے۔ مگر ان
تعلیمات کا غالب حصّہ سابقہ کتب سے ماخوذ ہے۔ محمد نے بہت کم حصّہ اپنی
طرف سے تصنیف کیا ہے''۔

اس پورے باب میں قرآن اور اس کی بیشتر تعلیمات کو یہودیت، عیسائیت اور پارسیت سے منقول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا ایسا شخص قرآن کے الہامی ہونے اور اس کے مقدس ہونے کا عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

چوتھا باب

اس کا عنوان ہے ''قرآن کے عقائد، مثبت فرامین اور اخلاق جن کا تعلق ایمانیات اور دینی فرائض سے ہے''۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس باب میں جارج سیل نے مسلمان معاشروں کے اندر جاری وساری رسوم ورواج سے استشہاد کیا ہے۔ جب عرب معاشرہ عجمی معاشروں میں ضم ہوا تو ظاہر ہے ایک نئی چیز پیدا ہوئی۔ یہ چیز عقائد، اعمال حتی کہ اخلاقیات تک پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ان کی اشکال میں ظاہری تبدیلی آتی گئی لیکن روح کے لحاظ سے یہ قرآن سے مطابقت رکھتی تھی مگر جارج سیل نے ظاہری اشکال کی زمان ومکان کے تحت تبدیل ہوتی اشکال کو شاہد یا دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ حوالے کی چیز یا تو قرآن ہے یا صحیح حدیث۔ مگر پورے ''ابتدائی خطبہ'' میں سوائے ایک جگہ کے صحاح ستہ کا کہیں حوالہ نہیں ہے۔ وہ ہے صحیح بخاری کا ص ۲۷، حوالہ نمبر۱۔

دوسری حقیقت یہ ابھی سے ذہن نشین رہے کہ قرآن کے عقائد، اعمال اور حتی کہ فروعات تک جارج سیل کے مطابق مختلف مذاہب کا چربہ ہیں۔ آپ پورا زور یہ ثابت کرنے میں لگاتے ہیں کہ یہ سب یہودیوں سے ماخوذ ہے۔ کبھی کہتے ہیں یہ عیسائیوں کی نقل ہے۔ جب یہاں بات نہیں بنتی تو کہتے ہیں مجوسیوں سے حاصل کردہ ہے۔ اور اگر یہاں بھی یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا تو دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ یہ رومیوں کی پیروی ہے۔ حتی کہ افلاطون کی نقالی ہے۔

ص ۵۶ پر فرماتے ہیں:

''مسلمان فرشتوں کو پاک اور لطیف جسم مانتے ہیں جو آگ سے پیدا کئے گئے ہیں''۔

ص ۵۶ پر ہی فرماتے ہیں:

''میکائیل جو کہ یہودیوں کا دوست اور محافظ ہے''۔

یہ مسلمانوں پر صریح بہتان ہے۔ اور اس سے بڑا بہتان شائد دنیا میں کوئی عالم عائد نہ کر سکے جو جارج سیل نے مسلمانوں پر جڑ دیا ہے فرماتے ہیں:

''قیامت کی نشانیوں میں ایک ظہور مہدی بھی ہے۔ عیسائی مذہب میں بھی یہ مفروضہ بڑے خوب صورت انداز میں موجود ہے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان بھی اپنے نبی کی دنیا میں دوبارہ آمد کی توقع رکھتے ہیں'' (ص ۶۴)۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قیامت کی نشانیوں، عالم برزخ اور یوم حشر کے واقعات ومناظر جارج سیل نے جن حسین پیرایوں میں بیان کیے ہیں بے اختیار ان کی داد دینے کو دل چاہتا ہے۔ یہ ایک مربوط ومسلسل بیانیہ ہے۔لیکن مرنا تو یہ ہے ان خوب صورت عبارات کی سیاہی پر مٹی پھر جاتی ہے جب وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں یہ عبارت وہاں سے لی گئی ہے وہاں سے نہیں تو یہاں سے لی گئی ہے۔اس انداز تحریر سے جارج سیل کی فلسفہ نبوت سے ناواقفیت اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض وعناد صاف جھلکتا ہے۔

ص۷۳-۷۴ پر مقام اعراف کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> ''یہ مقام انجیل سے حاصل کیا گیا ہے جہاں جنت اور دوزخ کی تقسیم کے لیے ایک بڑی خلیج بیان کی گئی ہے پھر انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۲۶ کا حوالہ دیتے ہیں''۔

پھر فرماتے ہیں:

> ''اگر محمدؐ نے جنت اور دوزخ کی تقسیم کا نظریہ ہماری کتاب مقدس سے نہیں لیا تو لازمی طور یہودیوں کی دوسرے درجے کی روایات سے لیا ہوگا۔ یہودی ایک پتلی دیوار کا ذکر کرتے ہیں جو جنت اور دوزخ کو دو حصّوں میں تقسیم کرتی ہے''۔

ص۷۸ تا ۷۹ پوری عبارات تضادات سے پُر ہیں۔ جارج سیل نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے:

> ''محمدؐ نے جنت کی جن نعمتوں کا تذکرہ کیا ہمارا نجات دہندہ بھی ان کو بیان کرتا ہے مگر محمدؐ کی جنت میں جنسی خوشیوں کا بیان زیادہ ہے جن کے وہ بڑے دلدادہ تھے۔ برخلاف ہمارے کہ اہل جنت خود شادی کریں گے نہ کسی کے نکاح میں دیئے جائیں گے بلکہ وہ خدا کے فرشتوں کی طرح ہوں گے۔محمدؐ نے عیسائیوں کی پاک اور سنجیدہ نعمتوں کی جگہ مجوسیوں کی اخلاق باختہ نعمتوں کو پسند کیا ہے۔ پھر حدیث پیش کرتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ جنت میں ایمان والوں کو ایسی اشیاء فراہم کرے گا جو کبھی کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی اور نہ کسی کان نے سنیں ہوں گی اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہوگا)''۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پھر فرماتے ہیں یہ تصور کتاب مقدس سے لیا گیا ہے۔ پھر یسعیاہ باب ۶۴ آیت ۴ کو بطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا حوالہ کرنتھیوں نمبر ا باب ۲ آیت ۹ کا دیتے ہیں۔ اسکے بعد ص ۷۹ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

> ''مجوسیوں کی ناشائستہ اور عامیانہ نعمتیں جو محمدؐ نے بیان کی ہیں ان سے بہتر حوالہ افلاطون کی خیالی دولت مشترکہ میں ملتا ہے۔ جہاں بہادر اور اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کے حامل سپاہیوں کو انعام کے طور پر غلمان اور حسین دوشیزاؤں کے بوسے ملیں گے (حاشیہ نمبر ۱۰)''۔

ص ۸۵ پر فرماتے ہیں:

> ''یہودیوں نے اپنی نماز ابراہیم، اسحاق اور یعقوب بلکہ ان سے بھی قبل دانیال سے حاصل کی ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نماز کی ہیئت یہودیوں سے اخذ کی ہے۔ مسلمان دوران نماز اپنے قیمتی اور زرق برق لباس ایک طرف رکھ دیتے ہیں .... وہ مسجد میں عورتوں کی نماز کے بھی قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اشیاء انسان میں تکبر و غرور پیدا کرتی ہیں۔ ان کی توجہ کو اللہ کی طرف سے زائل کرنے والی ہیں۔ یہودی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہ بات مسلمانوں نے مشرقی عیسائیوں سے اخذ کی ہیں یاللعجب! آخر عیسائیوں نے اپنی نماز کی ہیئت کہاں سے حاصل کی ہے؟''۔

ص ۸۶ پر فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ کا معنی پاک صاف کرنا ہے''۔ حاشیہ میں فرماتے ہیں: ''اس نظریہ کا ہمارے نجات دہندہ کے قول سے تقابل کریں۔ ہاں اندر کی چیزیں خیرات کردو تو دیکھو سب کچھ تمھارے لیے پاک ہوگا''۔ انجیل لوقا باب ۱۱ آیت ۴۱ پھر ص ۸۷ پر فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ کا نظریہ بھی محمدؐ نے من و عن یہودیوں سے لیا ہے'' (۸۷)۔

اس انداز بیان سے تو یہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جارج سیل بغض اسلام میں بہک گئے ہیں۔ مولانا عبدالماجد زندہ ہوتے تو ضرور پوچھتا کہ حضرت والا وہ عبارات کہاں ہیں جن سے آپ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ مسلمان ہوتے رہ گیا ہے۔

روزہ پر بحث کے دوران مسلمان ممالک کے رسوم ورواج کے حوالے دیئے گئے ہیں یا چند فقہی فروعی آراء کو پیش کیا ہے۔ص ۸۷ پر کنواری مریم کے روزے کا حوالہ دیتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''یہاں تک کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح نہ ہوجائے۔ یہ تمثیل یہودیوں سے لی گئی ہے'' (ملاحظہ ہو،ص ۸۷ کا حاشیہ)۔

ص ۹۰ پر فرماتے ہیں:

''کعبہ بیت المعمور کی شکل پر ہے اور یہ بالکل موجودہ کعبہ کے اوپر ہے''۔ پھر فرماتے ہیں اس قسم کی روایت یروشلم کے بارے میں قدیم عیسائیوں میں بھی پائی جاتی ہے (ص ۹۱ کا حاشیہ) حج کی بحث کے دوران خانہ کعبہ کی تاریخ بیان کرتے وقت بہت خوب صورت منظر نگاری کی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جارج سیل خود ان مقامات کی سیر کررہے ہیں۔اور جو کچھ وہ بیان کررہے ہیں ان کا خود مشاہدہ کرکے آئے ہیں۔

حج کے مباحث کو سمیٹنے کے بعد فرماتے ہیں:

''یہ بھی ذہن نشین رہے حج کے آداب ورسوم کے غالب حصّہ کی کوئی روحانی اہمیت نہیں ہے۔ نہ یہ روح کو متاثر کرتے ہیں اور نہ ہی عقل سلیم سے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ یہ تو ایک اَمر (حکم) ہیں۔ خدا نے انسانوں کی فرماں برداری کا امتحان لینے کے لیے ان پر عائد کیے ہیں۔اس لیے ان کو بجا لانا لازمی ہے۔اس لیے نہیں کہ یہ بذات خود اچھے ہیں چونکہ انہیں خدا نے مقرر کیا ہے لہٰذا ان کو بجالانا ضروری ہے۔اس سے زیادہ ان کی کوئی نظریاتی بنیاد نہیں ہے'' (ص ۹۴)۔

ص ۹۵ پر فرماتے ہیں:

''طواف کعبہ یہ بھی اسی قسم کی عبادت ہے جو اہل روما (Ruma) کیا کرتے تھے۔ وہ مشتری کی عبادت پتھر پھینک کر کرتے ہیں وہ (Chemosh) کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عبادت ننگے سر اور بغیر سِلے کپڑوں میں کرتے ہیں''۔

پھر فرماتے ہیں:

''یہ کام تو عرب محمدؐ سے صدیاں پہلے کرتے تھے۔ البتہ اتنا ہے کہ محمدؐ نے طواف کعبہ کے وقت کپڑے پہننے کو کہا جب کہ عرب ایسے میں کپڑے اُتار دیتے تھے کیونکہ عربوں کے نزدیک یہ کپڑے گندگی کی علامت تھے''۔

پھر حاشیہ میں یسعیاہ باب ۶۴ آیت ۶ بطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔

عجیب منطق ہے کہ محمدؐ اگر آداب حج کے احکام دیں تو وہ غیر عقلی اور فضول ہیں اور اس پر بطور استشہاد کتاب مقدس کی عبارات پیش کرنا غیر عقلی نہیں؟

جارج سیل حج پر بحث کرنے کے بعد جو خلاصہ نکالتے ہیں وہ ملاحظہ ہو:

''جو حضرات ان شعار پر سنجیدگی سے غور کریں گے وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ لوگوں کو قدیم رسوم ورواج سے دور کرنے کے لیے اپنی طرف مائل کرنا بہت دشوار ہے چاہے وہ کتنے ہی غیر عقلی کیوں نہ ہوں خصوصاً جب معاشرے کے، ایک گروہ کے مفادات بھی ان رسوم ورواج سے وابستہ ہوں لہٰذا محمدؐ نے مشہور ومعروف قانون دانوں کی مثال کو مدّنظر رکھا۔ جنھوں نے معاشرہ کے سابقہ رواج کو بھی قانون کا درجہ دیا۔ جو بذات خود تو اچھے نہیں تھے مگر لوگوں کے حق میں بہتر تھے۔ محمدؐ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے شرک کو ختم کر کے صرف اور صرف ایک خدا کی پرستش کا قانون دیا'' (۹۴-۹۵)۔

اتنی علمی اور تحقیقی بات کہنے کے بعد جارج سیل اپنی تحقیق پر پانی پھیر دیتے ہیں جب وہ کہتے ہیں:

''یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔ خود خدا نے یہودیوں کی قساوت قلبی کا تمسخر اُڑانے کے باوجود ان کو وہ قانون دیئے جو اچھے نہیں تھے۔ اور ان پر ایسے فیصلے نافذ کیے جن کے مطابق زندگی نہیں گزاری جاسکتی تھی''۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس بات میں جارج سیل کا جہاں بھی بس چلا ہے احکام اسلام کو دیگر مذاہب کی پوری پوری نقل بیان کیا ہے۔

پانچواں باب

اس کا عنوان ہے ''قرآن کے خاص نواہی احکام کے بارے میں''۔

اس میں خمر، جوا، لاٹری ، پانسے، خون، سؤر کا گوشت کے حرام ہونے پر بحث کرتے ہیں۔عربوں کے توہمات کا طویل تذکرہ کرتے ہیں۔ بیرہ، سائبہ، حام اور وصیلہ کا بیان تفصیل سے کرتے ہیں۔عربوں میں بچیوں کو زندہ درگور کرنا، بچوں کی قربانی، یا ان کے قتل کو بیان کرتے ہیں۔اس باب کا بھی لب لباب یہی ہے کہ اس معاملہ میں بھی یہودی محمدؐ کے سب سے بڑے راہنما ہیں۔ملاحظہ ہو ص ۹۸۔

حرمت خمر کے دوران عجیب وغریب اوراوٹ پٹانگ روایات بیان کرتے ہیں اوراپنے فریم ورک سے نکل جاتے ہیں۔کافی تمباکو کے بارے میں فرماتے ہیں: ''سخت گیر مسلمان تمباکو کے استعمال کے بارے میں بہت حسّاس ہیں۔اگرچہ یہ نشہ آور نہیں ہے لیکن ایک حدیث میں بیان کردہ حکم کی بنا پر ہے جس کے مطابق ہے کہ: ''آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کا نام تو مسلمانوں جیسا ہوگا مگر حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہوں گے وہ خاص قسم کی بوٹی پیئیں گے جسے تمباکو کہا جائے گا'' (ص ۹٦)۔نامعلوم جارج سیل یہ حدیث کہاں سے لے آئے۔فرض کریں ان کے نزدیک اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر محمدؐ کی حقانیت پر کیا شک کیا جاسکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: ''اہل مشرق ان دونوں (کافی، تمباکو) کے اتنے رسیا ہیں کہ کہاوت ہے جس کھانے میں کافی اور تمباکو کا پائپ ہے وہ مکمل دعوت ہے''۔اور ایران والوں کے ہاں تو ایک ضرب المثل ہے: ''کافی بغیر تمباکو کے ایسے ہی ہے جیسے گوشت بغیر نمک کے'' (ص ۹٦)۔کیا ایسی کہاوتیں کسی تحقیقی مقالے کی بنیاد بن سکتی ہیں؟

چھٹا باب

اس باب کا عنوان ہے ''معاشرتی مسائل کے بارے میں قرآن کے قوانین''۔

ابتداء میں چند نام نہاد پڑھے لکھے جاہل مستشرقین پر تنقید کرتے ہیں جنھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ محمدؐ نے اپنے پیروکاروں کو لامحدود بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے۔بعض نے کہا کہ ایک

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مسلمان اتنی بیویاں کرسکتا ہے جتنی اس میں سکت ہے۔حاشیہ میں ایک اور مستشرق کی تردید کرتے ہیں جس نے کہا کہ ایک مسلمان قانونی طور پر بارہ شادیاں کرسکتا ہے مگر خود بھی غالباً سہواً کہہ گئے:

''قرآن کے واضح حکم میں ایک مسلمان چار سے زائد عورتیں نہیں رکھ سکتا۔
چاہے وہ بیوی کی شکل میں ہوں یا لونڈی کی شکل میں''۔

حالانکہ قرآن میں لونڈی کے بارے میں کوئی قید نہیں ہے۔حسب عادت وقاعدہ فرماتے ہیں:

''یہ چار بیویوں کا تصور بھی یہودیوں سے لیا گیا ہے''(ص۱۰۳-۱۰۴)۔

پورے خطبہ میں پہلی بار اسلام کے قانون طلاق کی دل کھول کر تعریف کرتے ہیں۔تمام مباحث میں تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''محرمات نکاح کا تصور عربوں کے ہاں صدیوں سے چلا آرہا تھا''(ص۱۰۶)۔

کلّی طور پر یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں۔اسلام کا یہ عائلی قانون ہے کہ محمدؐ کی ازواج سے آپؐ کی حیات میں یا آپؐ کے بعد کوئی مسلمان شادی نہیں کرسکتا(کیونکہ وہ اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں۔یہ علت جارج سیل نے بیان نہیں کی)فرماتے ہیں:

''یہ بھی یہودی علماء کے اس قول سے مطابقت رکھتا ہے کہ ان کے بادشاہوں کی بیویوں سے نکاح نہیں ہوسکتا''(ص۱۰۶)۔

اسلام کے قانون وراثت کی جی بھر کر مدح کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''یہ قانون وراثت بھی یہودیوں سے مطابقت رکھتا ہے''(ص۱۰۷)۔گویا محمدؐ ہر اچھے یا بُرے فعل میں یہودیوں کے ممنون احسان ہیں۔قتل عمد،قتل شبہ عمد اور قتل خطاء پر نہایت عالمانہ بحث بہت دل نشین پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''محمد نے ان کی حدود مقرر کرکے عربوں کے اس انتقامی مزاج کی اصلاح کی ہے جو بدلہ لیتے وقت نہایت سفاکانہ طریقہ استعمال کرتے تھے۔اس سلسلہ میں وہ اپنی آزاد فطرت کے تحت کسی منصف یا برتر ہستی کو ماننے کے لیے تیار

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہیں تھے'' (ص ۱۰۸-۱۰۹)۔

فرماتے ہیں:

''چوری کی حد ہاتھ کاٹنا ہے۔ بظاہر یہ سزا بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن جسٹینین (Justinian) کسی چور کو اپاہج کرنے سے منع کرتا ہے۔ یہ زیادہ قابل قبول ہے کیونکہ چوری کا سبب عموماً مفلسی ہوتا ہے۔ چور کے کسی عضو کو قطع کر دینے سے اسے حلال ذریعہ سے روزی کمانے سے محروم کرنا ہے''۔

موصوف نے بیان جسٹینین کا حوالہ دے کر تکلف کیا ہے بہتر تھا کہ چوری کی سزا کے اثبات کے لیے بائبل کے جز خروج ۳۲/۴۰۰۳ اور استثنا ۲۴/ ۷ کا حوالہ دے کر کہہ دیتے کہ یہ بھی بائبل کی نقالی ہے۔ جارج سیل جب تقابلی مطالعہ کرتے ہیں تو اس کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ قرآن کا یہ قانون فلاں مذہب سے لیا گیا ہے یا یہ ضوابط فلاں فلاں قانون دانوں کے ہاں بھی موجود ہیں (ص ۱۰۹)۔ جارج سیل کی............جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے............سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مختلف موضوعات پر موضوعی بحث کے ساتھ ساتھ مسلمان معاشروں کی معروضی صورت حال بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ص ۱۱۰ پر فرماتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ عام مسلمان اپنے سِوِل قوانین کا مآخذ قرآن کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن سیکولر ذہن کے مسلمان ہر معاملہ میں اس سے اتفاق نہیں کرتے''۔ فرماتے ہیں: ''قرآن میں جہاد اور اس کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا وہی کچھ یہودیوں اور نصرانیوں کے ہاں ملتا ہے۔ اگر چہ ایک مذہب دوسرے مذہب کے تصور جہاد کو کتنا ہی ناپسند کرے'' (۱۱۱)۔ اسلام کے تصور جہاد کے بارے میں سیل کا نظریہ ہے کہ یہ یہودیت کی نقل ہے۔ ان کے مطابق اسلام کے قانون جنگ (یا جہاد کے) تین مراحل ہیں u مخالف دعوت اسلام قبول کرے v یا وہ جزیہ ادا کر کے مملکت اسلامیہ کا شہری بن کر رہے w آخری مرحلہ میں اس سے جنگ کی جائے گی۔ اگر مسلمان غالب آ گئے تو ان کی جائیداد پر مال غنیمت کے طور پر قبضہ کر لیا جائے گا اور ان کے لوگوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے ۔اس کے بعد تالمود کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''یشوع نے کنعان کے باشندوں کو پیغام ارسال کیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جو بھاگنا چاہے بھاگ جائے۔ جو ہتھیار ڈالنا چاہیے ہتھیار ڈال دے۔ اور جو لڑنا چاہے آئے لڑے''۔ ص۱۱۲۔ حاشیہ میں حوالہ ہے یشوع باب ۱۱ آیت ۲۰۔ گویا اسلام کا قانون جنگ بھی یہودیوں سے مستعار ہے۔

مال غنیمت کے بیان کے موقع پر نبوت کے بارے میں جارج سیل نے نہایت نا مناسب الفاظ استعمال کئے ہیں کہتے ہیں: on the first consideration sucess of Muhammad in war, the dispute which happend among his followers in relation to the dividingof the spoil,renderdit necessiry for him to make some regulation therein, he therefore pretended to have received the divin commission to distribute the spoil among his sodiers at his own discretion...without observing an equality. (111)

عبارت مذکورہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کی نظر میں ذاتی اقتدار کی خواہش، اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت اور عدل سے روگردانی منصب نبوت کے منافی نہیں ہے

ص ۱۱۱، ۱۱۲ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیل کا ذہن مال غنیمت اور مال فئے کے فرق کو نہیں سمجھ سکا

ساتواں باب

اس باب کا عنوان ہے ''وہ مہینے جن کو قرآن نے مقدس قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی عبادت کے لیے جمعہ کا علیحدہ تذکرہ''۔

فرماتے ہیں:

''یہ مقدس مہینے محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ......عربوں کے ہاں رجب کو بہت تقدس حاصل تھا۔ اس کی حرمت کی بہت پاسداری کرتے تھے۔ مشرک اس مہینہ میں روزے رکھتے تھے...... بعد میں محمدؐ نے یہ روزے رمضان میں فرض کر دیئے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رمضان میں جی بھر کر شراب خوری کرتے تھے‘ (ص ۱۱۵)۔(یہاں ہم قارئین کی ظرافت طبع کی خاطر یہ بتانا چاہیں گے کہ موصوف اس جگہ ص ۱۱۵ پر عربوں کی شراب نوشی کو بیان کرتے ہوئے in Dedicated to drinking excess کہتے ہیں جبکہ ص ۲۹ پر اس کے بالکل برعکس drinking no wine لکھتے ہیں موصوف کے کس بیان کا اعتبار کیا جائے قارئین خود فیصلہ کریں)

آٹھواں باب

اس باب کا عنوان ہے: ’’مسلمانوں (یاد رہے جارج سیل محمڈن کا لفظ استعمال کرتے ہیں) کے اہم فرقے۔ اور وہ افراد جو عربوں میں یا عہد محمدؐ کے بعد نبوت کے دعویدار تھے‘‘۔فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں دو قسم کے علوم پائے جاتے ہیں ’متکلمانہ علوم اور عملی علوم‘ متکلمانہ علوم سے مراد خدا اور اس کی صفات پر بحث کرنا ہے اور عملی علوم سے مراد علم الفقہ ہے۔علم الکلام سے مراد یہاں خالص فلسفہ نہیں ہے کیونکہ خالص فلسفہ مسلمانوں کے ہاں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا‘‘ (ص ۱۱۷-۱۱۸)۔

یہ پورا باب جس مہارت سے سپرد قلم کیا گیا ہے اس کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔مسلمانوں کے چاروں فقہی مکاتب فکر پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔اور مشہور ومعروف علم الکلام کے مکاتب کی مختصر جامع تاریخ ہے ان کے نظریات کا آپس میں تقابل ہے شیعہ فقہ اور شیعہ علم الکلام پر بے لاگ تبصرہ ہے۔شیعہ،سنی اختلاف کی جڑیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ابتداء میں یہ اختلاف سیاسی تھا بعد میں کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اختلاف کی روح دب گئی اور ظاہری اختلاف اتنا بڑھ گیا کہ ایک دوسرے کو اس قدر ہتک آمیز انداز میں ملحد کہنے لگے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو پیچھے چھوڑ گئے‘‘ (ص ۱۳۸)۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں ذاتی طور پر اس باب کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جارج سیل اپنے وسعت علمی اور انداز تحریر کے لحاظ سے منٹگمری واٹ سے بہت بڑا عالم ہے۔ آپ کی نظر علم کلام کی تمام امہات الکتب پر حتی کہ مسلمان فلاسفہ پر گہری نظر ہے۔ پورے باب میں سوائے مجسمہ اور مشبہہ فرقہ کے جارج سیل کہیں یہ دعویٰ کرتے نہیں نظر آئے کہ علم الکلام یہودیوں یا کہیں اور سے مسلمانوں نے حاصل کیا ہے اور نہ ہی حسب فطرت کہیں یہ کہہ سکے کہ اسلامی قانون سازی کے اصول مسلمانوں نے رومیوں، یونانیوں، یہودیوں یا عیسائیوں سے اپنائے ہیں۔ حالانکہ یہودیت اور عیسائیت میں کلیسائی علم کلام کی تشکیل پر مغرب کے ان تمام اہل علم نے لکھا ہے جنہوں نے فلسفہ مذہب پر کوئی تصنیف چھوڑی ہے۔ اس کے لیے ایڈن۔اے۔برٹ (Adon A. Bart) کی (Philosophy of Religion) کا باب چہارم دیکھا جا سکتا ہے۔

آخر میں ہم یہ کہنے کی پھر جسارت کرتے ہیں کہ ہمارے اہل علم کو مغرب کے اصحاب علم سے اس قدر خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے جیسا کہ ہمارے قابل احترام مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے رکھی ہے۔ ہمارے اس نقطہ نظر کو ایک حکم قرآنی کی مدد بھی حاصل ہے جس میں کہا گیا ہے:

﴿وَلَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرہ:۲/۱۲۰)۔

جناب سیل کے قلم کی ضیاء پاشیوں کا کمال یہ ہے کہ اس نے عہد رسالت یا بعد کے مدعیان نبوت کو بھی مسلمانوں کے دینی گروہوں میں شامل کر دیا ہے۔ حتی کہ عہد عباسیہ میں نمودار ہونے والے مدعیان نبوت بھی مسلمان مکاتب فکر میں شامل کر دیئے۔ مثلاً مقنّع خراسانی، بابک خرمی، محمود بن فَرَج، قرامطہ، باطنیہ حتی کہ مشہور شاعر المتنبی اور اس کے پیروکاروں کو بھی مسلمان مکاتب فکر میں شامل کر دیا (ص ۱۴۰-۱۴۴)۔

اتنا طویل خطبہ تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> ”میں اب محسوس کرتا ہوں کہ میرا قاری اور اس کے ساتھ میں بھی بہت تھک چکے ہیں لہٰذا میں اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ جو پہلے ہی مقدمہ کے طور پر بہت طوالت اختیار کر گیا ہے“ (ص ۱۴۵)۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نتیجۂ بحث

جارج سیل نے اپنے ''ابتدائی خطبہ'' میں جن موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے ان کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ جو آپ کی مہارت تامہ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ لیکن اس تقابلی مطالعہ کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جارج سیل کا غالب رجحان یہی ہے کہ محمدؐ نے سابقہ شریعتوں، قانون دانوں اور ماہرین عمرانیات کا چربہ کیا خصوصاً یہودی مذہب کا۔ سیل کے اس خوبصورت انداز تحریر کا تقاضا تھا کہ عہد جاہلیت کے ساتھ ساتھ محمدؐ کی حیات طیبہ کا ایک خاکہ پیش کرتے جس سے ثابت کرتے کہ آپؐ نے فلاں شخص سے تعلیم حاصل کی تھی یا فلاں مدرسہ میں جاتے تھے۔ کوئی حدیث، خبر یا اثر اس سلسلہ میں ضرور پیش کرنا چاہیے تھی مگر افسوس آپ یہ باب باندھ نہیں سکے اور نہ ہی باندھ سکتے تھے۔ کسی مترجم کی ہی نشان دہی کرتے جس نے یہ سب قیمتی معلومات آپ کو فراہم کی تھیں وہ یہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہی کمال نبوت محمدی ہے

دوسری صورت یہ تھی کہ محمدؐ نے یہ تمام علوم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیے۔ سابقہ علوم کی بہتر شکل قرآن مجید میں محفوظ ہوگئی اور ان کی بُری شکل کو منسوخ کر دیا گیا۔ مگر جارج سیل نہ تو قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرتے اور نہ ہی آپؐ کے من جانب اللہ ہونے کو مانتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ ہدایت کا تعلق مجرد مطالعہ قرآن سے نہیں بلکہ ہدایت کا تعلق طلب ہدایت اور پھر منشائے ایزدی سے ہوتا ہے۔

مغرب میں اسلام کے خلاف لکھنے والے دو طرح کے ہیں ایک وہ ہیں جو اسلام کے خلاف خوب کھل کر خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں جیسے ماضی میں ڈاکٹر پیری ڈوکس (Prideaux) تھے یا موجودہ دور میں برنارڈ لوئیس ہیں جبکہ کچھ ایسے ہیں جو خبث باطن کا اظہار کھل کر نہیں بلکہ خوب صورت انداز تحریر کے ذریعے بیان واقعات میں تشکیک کے پہلو پیدا کر کے کرتے ہیں جیسا کہ موجودہ دور کے جناب منٹگمری واٹ اور ماضی میں جناب جارج سیل ہیں۔ اس طرز عمل کی دیگر وجوہات کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مغرب کی سرزمین نے کسی نبی کو جنم نہیں دیا اس لیے مغرب فلسفہ نبوت سے قطعی ناواقف ہے۔ مغرب میں ڈیرے لگانے والے مذاہب یہودیت ہو یا عیسائیت دونوں مشرق سے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اُدھر گئے ہیں لیکن تعریف وتخریب تعلیمات کی وجہ سے یہ کسی بھی معاشرے کی تہذیبی ضرورتیں پوری کرنے اور انسانیت کے لیے قابل فخر معاشرے تعمیر کرنے میں ماضی میں بھی نام رہے اور آج بھی ناکام ہیں۔ مغرب کو اپنے ڈوبتے ہوئے معاشروں کے لئے اخلاقیات کی ضرورت ہے اخلاقی کم مائیگی کے شکاران مغربی اہل قلم سے اہل اسلام کو زیادہ حسن ظن نہ رکھنا چاہیے بلکہ اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔

فریاد ز افرنگ و دل آویزی افرنگ
فریاد ز شیرینی و پرویزی افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزی افرنگ
معمار حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات

(i) یونانی اساطیر میں کریٹ (Crete) کا متشدد بادشاہ، Coller's Encyclopaedia V.16,1982، ص ۳۴۲۔

(ii) ۶۷۳-۷۱۵ قبل مسیح روم کا بادشاہ- روم کے روایتی سات بادشاہوں میں سب سے ذہین اور ایماندار بادشاہ تھا۔ اس نے روم کے کیلنڈر کی اصلاح کی۔ ریاست کے مذہب کو دوبارہ منظم کیا۔ مذہبی تہواروں، رسومات اور تقریبات کے قوانین مرتب کیے۔ بے شمار پاپائی مدرسوں کی تنظیم نو کی اور پاپائی قوانین کی تشکیل کی

(iii) "Encyclopaedia American, V.20,1983.P.536E.۔

(iv) ۱۸۷۷ء میں چندوس کلاسیکس کا مطلا (کراون) ایڈیشن مثمن تقطیع (2" X 15") شائع ہوا۔ ہوسکتا ہے یہ ایک ہی ایڈیشن کے دو نام ہوں۔

(v) ۱۸۹۶ء میں ایک ایڈیشن شائع ہوا۔ شائع ہونے والا ریورنڈ۔ ایم۔ ایم وجیری۔ ایم۔ اے (Reverend E. M Sherry, M.A) ہے۔

(vi) ۱۹۷۳ء میں اسی ایڈیشن کو اوٹو زیلر ورلاگ اوسنابروک (Otto Zeller Verlag Osnabruck) نے شائع کیا۔ مگر اس کے تعارف میں ۳۱ دسمبر ۱۸۸۱ کی تاریخ درج ہے۔ یہ چار جلدوں میں ہے۔

(vii) ۱۹۷۵ء میں بھی کہا جاتا ہے اس کا ایک ایڈیشن شائع ہوا تھا ڈاکٹر اے۔ ظہور اور محمد خلیفہ کے مطابق دوسری یورپی زبانوں میں جو اس کے ایڈیشن شائع ہوئے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۷۴۲ء ڈچ زبان میں۔
۱۷۵۰ء فرانسیسی زبان میں۔
۱۷۶۴ء جرمن زبان میں۔
۱۷۹۲ء روسی زبان میں۔
۱۸۱۴ء سویڈش زبان میں۔
۱۹۰۲ء بلغارین زبان میں۔

(viii) سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر ۲/۱۶۴، مضمون، قرآن کریم کے انگریزی تراجم، مولانا عبدالماجد دریا آبادی۔

(ix) England Since 1688, V.D.Mahajan, p.12

(x) Ibid p,13

(xi) Ibid p. 15.

(xii) Ibid p. 13.

مندرجہ بالا تمام معلومات جن ویب سائٹس سے حاصل ہوئیں اور......انہی ویب سائٹس پر جو مضامین دستیاب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوئے چند ایک درج ذیل ہیں:

محولہ ویب سائٹس

1 Assessing english Translation of the Quran by Khaleel Mohammed WWW.MEFORUM.ORG.ARTICLE 717.

2 Translation, Tried & True by Muhammed Khalifa. www.cyberistan.org.islamic/translate.

3 Notes on editions herein included and available elsewher by B. Zamir. www.bahai_library.com/Quran/Quran other intros.

4 Translating the untranslatable; A survey of english translation of the Quran by A.R.Kidwaa, www.soundvision.com.

5 Quran Translation by clay chip smith, www.clay.smith english translation. www.Quran.org.uk.

****

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.